SULTAN ALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون ط

رسالہ

تشحیذ الاذہان

مرتبہ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۳ | بابت ماہ اگست ۱۹۱۸ء مطابق شوال المعظم ۱۳۳۶ھ | نمبر ۸

قیمت سالانہ: عوام سے عہ طلباء سے ۸ غیر ممالک سے (۳)

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور

چوہدری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا

قیمت فی پرچہ

منیجر

کچھ تشحیذ کے متعلق

احباب کرام خریداران تشحیذ الاذہان کیخدمت میں سنہ ۱۹۱۸ء کا چندہ وصول کرنے کیلئے پہلے ماہ فروری میں وی پی کئے گئے تھے۔ پھر جنہوں نے باوجود متواتر اطلاعوں کے وی پی واپس کر دئے اور جو کسی عذر سے چندہ پیشگی نہ ادا کر سکے ان سب کیخدمت میں ماہ جولائی کا تشحیذ کا وی پی ہوا۔ وصول کرنے والوں کا شکریہ اور بقایا داروں کیخدمت میں عرض ہے کہ ازراہ کرم توجہ فرمائیں۔ تشحیذ کے تمام خریدار اپنا چندہ سالانہ دیدیں۔ تو بھی وہ اتنے کم ہیں کہ اخراجات رسالہ پورے نہیں ہو سکتے۔ لیکن جب موجودہ خریدار بھی ۱۲ کی قلیل رقم ادا نہ فرمائیں۔ تو پھر اور بھی زیادہ مشکلات کا سامنا ہے۔ اسلئے میں امید کرتا ہوں۔ کہ برادران احمدیت اسکی طرف خاص توجہ فرمائینگے۔ ہم اپنی طرف سے رسالہ کو مفید سے مفید تر بنانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ کچھ آپ کو بھی امداد کے لئے ہاتھ بڑھانا چاہئے۔ تاکہ دینی رسالہ سلف سپورٹ ہو سکے +

۲۔ جماعت احمدیہ سے التجا کیجاتی ہے۔ کہ قادیان سے جس کتاب کی بھی ضرورت ہو وہ تشحیذ بک ایجنسی کی معرفت طلب کیا کریں۔ کہ یہ بھی ایک طریق رسالہ تشحیذ کی امداد کا ہے۔ ہر آرڈر کی تعمیل فوراً نہایت عمدگی و احتیاط کیساتھ کیجاتی ہے۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ کیجائیگی +

۳۔ گذشتہ دس سال سے جو کاتب تشحیذ الاذہان لکھتا تھا۔ اسکا نام سید فیروز شاہ احمدی تھا۔ ماہ مارچ میں وہ بیمار ہوگیا۔ اُسے خون آنے لگا۔ اور مرض سل تشخیص ہوا۔ آخر بیچارہ ۷۔ جولائی اپنے وطن چک قاضیاں میں وفات پاگیا۔ جہاں جون کے آخر میں تبدیل آب و ہوا کیلئے لیجایا گیا تھا۔ مرحوم پہلے ملازم تشحیذ تھا۔ جب انجمن کی مرضی سے اسکی علیحدگی ہوئی۔ تو بھی اس کے وفادارانہ و فرمانبردارانہ تعلقات میں کچھ کمی نہ آئی۔ اور بڑے شوق کیساتھ سب سے پہلے تشحیذ ہی کا کام کرتا۔ اللہ بخشے مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں +

۴۔ ادعیۃ الاحادیث جس میں حدیثوں کی تمام دعائیں جمع کی گئی تھیں پھر چھپوانے کا ارادہ ہے۔ بشرطیکہ چارسو درخواست پہلے آجائے +

(مینیجر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۱۸ء

حضرت مسیح موعود کی نسبت ایک نیا خیال

ایک رسالہ "ولادت معنوی" کے نام سے میری نظر سے گذرا ہے۔ جسمیں کوئی صاحب شاہ عبدالحئی ہیں۔ وہ اپنا عجیب و غریب خیال حضرت مسیح موعود کے بارے میں ظاہر کرتے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ یہ خیال باایں ہمہ لغویت مولوی ابوالحسن مستفیض الرحمٰن خانصاحب ایم۔ اے کو ایسا پسند آیا ہے کہ انہوں نے بنگالی زبان میں اس موضوع پر ایک رسالہ مرتب کیا۔ جسے مولوی شہاب اللہ نے اردو زبان میں کیا۔ اور آپ حاذق الملک حکیم محمد اجمل صاحب دہلوی اس کا دیباچہ لکھتے ہیں۔

میں تو اس خیال کو ایسا بے سروپا اور خلاف عقل و نقل و داب صلحا سمجھتا ہوں کہ اس پر ایک حرف بھی لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ آپ ہی اپنا جواب ہے۔ صرف ناظرین کی تفنن طبع کیلئے اسے نقل کئے دیتا ہوں:۔

"عرصہ ۱۲ سال کا ہوتا ہے کہ ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ روحی فداہ خانقاہ جہانگیری (اور دولت سرائے) سے جو موضع مرزا کھیل شریف ضلع چاٹگام علاقہ ساتکانیہ میں ہے کہیں باہر تشریف نہیں لیگئے۔ اور

عرصہ ۱۵ سال کا ہوا کہ آپ پنجاب اور ممالک متحدہ وغیرہ تشریف نہیں لیگئے۔ آپنے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا۔ نہ ان کے سوانح آپ کے ملاحظہ سے گذرے۔ نہ ان کے کسی مرید سے آپکی ملاقات ہوئی۔ البتہ مرزا صاحب کی بعض باتیں آپ کو لوگوں سے مختصراً کبھی کبھی معلوم ہوئیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے متعلق مجھے جن باتوں کا علم دیا ہے۔ اور اس سے جو کچھ میری سمجھ میں آیا ہے۔ اُس کا خلاصہ یہ ہے :-

مرزا صاحب ایک بڑے متشرع اور راستباز و دیانتدار آدمی تھے۔ اکثر لوگ اُنکو اپنے زمانہ کا ایک بڑا عالم تصور کرتے اور نہائت تعظیم و اعتقاد سے انکے ساتھ پیش آتے تھے۔ وہ نصرانیت کی اشاعت کرنیوالوں اور پادریوں کیساتھ ہمیشہ مناظرہ کرتے تھے۔ اور ان کے دلمیں شب و روز ہوتے جاتے لفظ عیسیٰ کے رہنے کیوجہ سے عیسیٰ نامی ایک سالک موکل فقیر یعنی عامل سے (جسکی قوتِ موثرہ کی شکل انسانی صورت میں تھی) ولادت معنوی ہوگئی تھی۔ ولادت کے ساتھ ساتھ ہی ظاہر و باطن میں اُنہیں موکلین آوازیں دینے اور غیبی خبریں سنانے لگے۔ اور کہا کہ عیسیٰ مر گیا ہے۔ اسکی روح تمہارے دلمیں داخل اور پیدا ہوگئی ہے۔ تمہیں عیسیٰ ہو۔ اُن کے دلمیں یہ یقین پیدا ہوا کہ درحقیقت حضرت عیسےٰ کی روح میرے اندر داخل ہوگئی ہے۔ اسی وجہ سے وہ عیسےٰ ہونیکا دعویٰ کرنے لگے۔ مگر درحقیقت انکا یہ یقین محض زعم باطل پر مبنی تھا۔ کیونکہ جس عیسیٰ کی قوت ان کے اندر آگئی تھی۔ وہ فی الواقع عیسیٰ ابن مریم کی نہ تھی۔ بلکہ اس سالک موکل فقیر یعنی عامل کی تھی جسکا ذکر پیشتر گذر چکا۔

چونکہ ان موکلوں کو انھوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہیں کیا تھا۔ ان کو پہچان نہ سکے غالباً انکو فرشتہ خیال کرتے۔ اور انکی آوازوں کو وحی اور الہام سمجھتے۔ اور ان آوازوں پر یقین کامل رکھتے اور لوگوں کو اطلاع دیتے تھے۔ کہ اُن پر الہام اور وحی آتی ہے۔ ان آوازوں پر اُن کا اعتقاد اسقدر راسخ تھا۔ کہ اگر آسمانی کتابوں میں ان آوازوں کے خلاف کوئی بات دیکھ لیتے۔ تو اسکی تاویل کر دیتے۔ یا منسوخ تصور کر لیتے۔ پھر اس تاویل کو ظاہر بھی کر دیتے تھے۔ غالباً ان آوازوں کو وہ ہندوستان کی مروجہ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ انگریزی وغیرہ زبانوں میں سنتے تھے۔ وہ اپنی ابتدائی حالت میں کبھی کبھی اُن آوازوں کے سمجھنے میں غلطی بھی کر جایا کرتے پھر صحیح معنی سمجھ لینے پر ان غلطیوں کی اصلاح کرکے ظاہر بھی کر دیا کرتے تھے۔

وحی اور الہام کے معنی سمجھنے میں حضرات انبیاء علیہم السلام سے کبھی خطا واقع نہیں ہوتی ہے۔

ولادت کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب پر اسکی علامتیں اور آثار نمایاں ہونے لگے یعنی ان کے کشف و کرامات کا ظہور ہونے لگا۔ ان کا چہرہ محتشم اور نورانی کلام دلکش اور شیریں بیان پرجوش اور دلچسپ اور موثر ہونے لگا۔ جو کچھ ظاہر کرتے تھے۔ لوگ اُسے عقیدت سے تسلیم کرتے اور ان کے کلام سے لوگوں کے دلوں میں ایک امنگ اور ولولہ پیدا ہوتا۔ اور انکی بزرگی لوگ خواب میں دیکھنے لگے۔ اور ایک پُرزور قوت جاذبہ ان کے اندر اسطرح کی پیدا ہوئی کہ اسکی وجہ سے بہت لوگ انکی طرف مائل ہو گئے۔ اور لوگوں کی ارواح پر انکی حکومت اور اختیار اور قبضہ ہو گیا پھر بھی بیشمار لوگ ان کے کلام اور دعویٰ کو دروغ اور انکو غیر معتبر سمجھتے اور زبان و قلم سے ان کی تردید اور ابطال کرتے تھے۔ جس قدر قوت موثرہ ترقی کرتی گئی اسکی علامات و آثار بھی بڑھتے گئے۔ اور قادیانی مذہب کے لوگ بھی کثیر التعداد ہوتے گئے۔ یہانتک کہ جب انکی ولادت معنوی درجہ کمال پر پہنچ گئی۔ لوگ انہیں عیسےٰ مسیح تصدیق کرنے لگے۔ اور لوگوں میں حضرت عیسےٰ کے انتقال کا اعتقاد ہو گیا۔ مرزا صاحب (نعوذ باللہ) اپنے کو عیسیٰ مسیح سے بدرجہا افضل سمجھتے۔ اور نخوت کے باعث حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو حقارت اور نفرت سے یاد کرتے تھے۔

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد قادیانی مذہب نے ترقی کی تھی ۱۳۲۵ھ کے اول چند مہینوں کے بعد سے ترقی ختم ہو کر تنزل شروع ہو گیا۔ اب حق سبحانہ کو معلوم ہے کہ یہ تنزل کہانتک پہنچیگا۔

متذکرہ بالا عیسیٰ نامی موکلی فقیر یعنی عامل ہندوستان کی مروجہ زبانوں کو جاننے والا تھا۔ غالباً وہ ہندوستان کی مغربی سرحد افغانستان کے قریب کا رہنے والا تھا۔ خاصکر وہ کس ضلع کا آدمی تھا۔ یہ معلوم نہیں ہے۔

اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے مرزا صاحب نے اس کو نہ پہچانا۔ اور حضرت عیسےٰ ابن مریم پر مشہور ہونیکی وجہ سے ان کا خیال دوڑ گیا۔"

معزز ناظرین کرام میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بمشکل آپ اپنی ہنسی ضبط کر سکے ہونگے۔ دیکھا آپنے اس ظلمت آباد ہند میں کیسے کیسے بزرگ رہتے ہیں۔ اب اگر ایک

شخص جس کے دل میں اسلام کے لئے درد اور ایمان کے واسطے سوز ہے۔ جو عرب میں مبعوث ہونے والے نبی اکرمؐ پر فدا ہے۔ عمر بھر دین کی حالت زار پر ماتم کرے تو کچھ بجا نہیں جب بڑے بڑے مدعیان تصوف کا یہ حال ہے۔ کہ وہ ابتک اسلام ہی کو نہیں سمجھ سکے۔ اور طریقت کو شریعت سے ایسا جدا سمجھتے ہیں۔ کہ انکی باتیں ہی آپس میں نہیں ملتیں۔ تو پھر عوام کالانعام کا کیا شکوہ ہوسکتا ہے۔

یہ مضحکہ خیز خیال کہ حضرت مرزا صاحب کسی موکلی فقیر عیسیٰ نام (جو مغربی سرحد افغانستان کے قریب سرکار رہنے والا تھا۔ اور بدقسمتی سے جسکا ضلع شاہ صاحب پر منکشف نہیں ہوسکا) کے شاگرد تھے۔ حضرت مرزا صاحب اور ان کے مشن کو تو کیا نقصان پہنچائیگا۔ البتہ جس دماغ کے یہ تخیلات ہیں اسکی نسبت اصحاب فطنت کے قلوب میں نفرت انگیز جذبات پیدا ہو جائینگے۔ اگر سخن بلا دلیل کوئی بزرگانہ نشان نہیں تو مجھے یہ کہنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ ایک بہت بڑا دعوےٰ ہے۔ پس ہر شخص جو اپنی نجات کا خواہاں ہے اسپر فرض ہے کہ وہ اس بارے میں کامل تحقیقات کرے۔ لیکن یہ حضرت ہیں کہ خود اقرار فرماتے ہیں کہ نہ سوانح ملاحظہ سے گذرے نہ کسی مرید سے ملاقات ہوئی۔ نہ ان کی کتابیں پڑھیں۔ باایںہمہ آپ پر حقیقت منکشف ہوگئی۔ جس کا انکشاف بہتر تھا۔ جو ابھی چند سال اور پردۂ خفا میں رہتا۔ کیونکہ بلا کسی تکلیف اٹھانے کے اہل نظر کو معلوم ہوگیا۔ کہ شاہ صاحب کے تعلقات خدا سے کیا ہیں۔ کیونکہ خدا تعالےٰ ایسی غلط باتیں اپنے صالح بندوں سے نہیں کہا کرتا۔ جو نہ ازروئے عقل ٹھیک ہوں نہ باعتبار نقل۔ زخرف القول غرورا تو کسی اور ہی ہستی کا کام ہے شاہ صاحب کو چاہیئے کہ وہ اپنی عاقبت کی بھلائی کے لئے حضرت مرزا صاحب کے سوانح سنیں ان کے دعوے کے دلائل پڑھیں تا ان پر یہ حقیقت منکشف ہو کہ آپ ہرگز موکلی فقیروں کے معتقد نہ تھے۔ وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ

دگر اُستاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

یہ تو ہوسکتا ہے۔ کہ مرزا صاحب اس سرحدی فقیر سے منکر ہو گئے ہوں۔ مگر یہ تو نہیں کہ اصولاً

آپ اس سلسلہ ہی کے معتقد نہ رہے ہوں۔ جو شاہصاحب کے خیال میں اصحاب باطن کے لئے ضروری ہے۔ اور یوں صرف کہنے کی ہی بات ہو تو پھر تمام نبیوں کو کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ کسی موکل نغیرسے فیض یافتہ تھے۔ اور چونکہ موکلوں کو انہوں نے اپنی ریاضت سے حاصل نہ کیا تھا۔ اسلئے ان کو پہچان نہ سکے۔ اور انکی آوازوں کو وحی اور الہام سمجھے۔ اگر کچھ مابہ الامتیاز ہے۔ تو پھر وہ بتانا چاہیئے کہ تا میں وہی امتیاز حضرت مسیح موعود میں دکھادوں۔ یہ کہنا کہ انبیاء سے وحی والہام کے معنے سمجھنے میں کبھی خطا واقع نہیں ہوتی بالکل غلط ہے۔ اور کتاب و سنت سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیا حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے رُویا نہیں دیکھا کہ میں ایک کھجوروں والے مقام کیطرف ہجرت کرنیوالا ہوں۔ اور کیا آپ اس کے یہ معنی نہیں سمجھے کہ وہ یمامہ ہے اور کیا پھر آخر کار وہ مقام مدینہ منورہ نہیں نکلا۔ یہ حدیث ملاحظہ ہو۔ رأیت فی المنام انی اھاجر من مکۃ الی ارض بھا نخل فذھب وھلی الی انھا الیمامہ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب

پھر کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ رسول اکرم صلعم نے رؤیا دیکھا کہ لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ آمنین (سورہ فتح رکوع ۴) (کہ تم امن سے مسجد حرام (مکہ) میں داخل ہوگے) اور پھر کیا اس رؤیا کی بناء پر آپنے کئی سو صحابہ کے ساتھ سفر نہیں فرمایا۔ اگر اس وحی کے سمجھنے میں کوئی خطا نہیں ہوئی تھی۔ تو اتنے دور دراز کا سفر کیوں اختیار کیا گیا جبکہ اس سال دخول مسجد حرام مقدر نہ تھا۔ اور کفار نے روک دینا تھا جس سے بعض صحابہ کو ابتلاء پیش آیا حتےٰ کہ بعض نے کہا کہ ہمیں اس سے پہلے کبھی نبوت میں شک نہیں ہوا تھا۔ جیساکہ اب ہوا۔ باقی رہا یہ کہ یہ تو رؤیا ہے۔ سو اس کے جواب میں مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ ہو۔ رؤیا الانبیاء وحیٌ (رواہ ابن ابی حاتم والبخاری من قول عبید بن عمر) اور یہی جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے۔ کہ انبیاء کی رؤیا بھی وحی ہے۔ پھر آپ قرآن مجید میں حضرت نوحؑ کا واقعہ پڑھیئے۔ پارہ ۱۲ سورۂ ہود۔ آپ پر وحی نازل ہوئی۔ احمل فیھا من کل زوجین اثنین واھلک الا من سبق علیہ القول ومن آمن (ہر قسم کے جوڑے سے دو دو کشتی میں لادلو۔ اور اپنے اہل کو بھی سوائے ان کے جن پر

نزول ہو چکا اور جو ایمان لائے) اس صریح وحی کے سمجھنے میں حضرت نوح سے خطا ہوئی۔ تو انہوں نے عرض کی) ربِّ ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین۔ کہ اے میرے رب میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو احکم الحاکمین ہے۔ دیکھئے حضرت نوحؑ وحی الٰہی کا جو مطلب سمجھے ہیں۔ اس پر آپ کو یہاں تک جزم ہے کہ آپ دربار الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔ انّ ابنی من اھلی یقیناً میرا بیٹا میرا اہل ہے اور پھر ان وعدک الحق کہہ کر اور بھی تائید کرتے ہیں۔ لیکن جواب کیا ملتا ہے۔ یا نوح انّہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انّی اعظک انّ تکون من الجٰھلین یعنی اے نوح یہ تیرا اہل نہیں وہ بدکار ہے۔ پس جس کا تجھے علم نہیں وہ درخواست نہ کر۔ اور میں تجھے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تو جاہلوں سے نہ ہو۔ دیکھا آپ نے حضرت نوحؑ سے اھلک کی وحی سمجھنے میں خطا ہوئی۔ جس پر اسقدر تنبیہ ہوا۔ کیا اب بھی آپ کہیں گے کہ انبیاء سے وحی الٰہی کے سمجھنے میں خطا نہیں ہوتی۔

پھر شاہ صاحب نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب موکلوں کی آوازیں سنتے اور اور اسے وحی سمجھ بیٹھے اور وہ موکل آپ کو بعض غیب کی خبریں بھی دیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ غیر معروف موکلوں کی آواز اور خدا کی سچی وحی کی آواز میں کچھ فرق و امتیاز بھی ہے یا نہیں۔ اگر ایسا پختہ غیب موکلوں کے ذریعے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ تو پھر حق و باطل میں امتیاز کی کوئی صورت نہیں۔ شاہ صاحب! جس طرح حضرت مرزا صاحب نے موجودہ جنگ اور زار کے بحالت زار ہونے اور بنگال کی دلجوئی اور طاعون کی پیشگوئی کی ذرا آپ مہربانی فرما کر اس قسم کی نظیر کسی موکلی فقیر یا اس کے فیض یافتہ کی پیشگوئیوں سے دکھائیے۔ بشرطیکہ اس نے اسی تحدی سے شائع کی ہو۔ کہ جس زور شور کیساتھ باوجود مخالفت کے حضرت مسیح موعود نے اعلان کیا۔

افسوس کہ شاہ صاحب کے فیصلہ کا دار و مدار محض سنی سنائی باتوں پر ہے۔ ورنہ وہ ہرگز نہ فرماتے کہ مرزا صاحب اپنی وحی کے خلاف اگر آسمانی کتب میں کچھ پاتے تو آسمانی کتب کی بات کو منسوخ سمجھتے۔ آسمانی کتب سے مراد قرآن شریف ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اور کتابیں تو محفوظ نہیں محرف و مبدل ہیں۔ پس شاہ صاحب اگر اپنے قول میں سچے ہیں۔ تو کم از کم ایک مثال

ہی ایسی پیش کریں جس سے ظاہر ہو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی قرآن کی کسی آیت کو اپنے الہامات کے مقابل میں منسوخ کیا۔ یا اپنی وحی کو مقدم کرتے ہوئے آیت قرآنی کی تاویل ہی کی ہو۔ شاہ صاحب نے یہ بھی افتراء محض کیا ہے۔ کہ آپ (حضرت مسیح موعودؑ) نخوت کے باعث حضرت عیسیٰ کو حقارت اور نفرت سے یاد کرتے۔ آپ کو جب عیسیٰ بن مریم کے مثیل ہونیکا دعویٰ تھا۔ تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ آپ اسکی توہین کریں۔ آپ نے حقیقت الوحی میں بہت وضاحت سے لکھا ہے۔ کہ مجھے تو خلوت سے نکلنا بھی دوبھر تھا۔ چہ جائیکہ میں اپنی شہرت اور بڑائی کو چاہوں مگر میرے مولیٰ نے مجھے باہر نکالا۔ اور جب جاہ و جلال کے نبی محمد رسول اللہ کی بعض پادریوں نے ہتک کی تو خدا کی غیرت نے چاہا کہ اس کے ایک ادنےٰ غلام کو مسیح ناصری سے افضل بناؤں۔ تا لوگ سمجھیں کہ ؎

برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

اب میں اس مضمون کو ان سرسری ریمارکس پر ختم کرتا ہوں۔ اگر ضرورت ہوئی۔ تو پھر مفصل لکھا جائیگا۔ ہاں ایک بات اور بھی شاہ صاحب نے خلاف واقعہ کہی کہ ۱۹۲۵ء سے قادیانی مذہب کا تنزل شروع ہے۔ تنزل سے کیا مراد ہے۔ کیا وابستگان دامن کی عقیدت کم ہو گئی ہے؟ تو یہ باطل ہے۔ سلسلہ کے مرکز میں آکر یا اپنا کوئی معتمد بھیجکر دیکھ لو۔ یا کیا اب سلسلہ احمدیہ کی ترقی رک گئی ہے۔ میں بڑے زور کیساتھ اسکی تردید کرتا ہوں۔ کیونکہ سلسلہ احمدیہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ صرف گذشتہ دو سال میں چار ہزار کے قریب انسان اس سلسلہ میں داخل ہوا ہے۔ اور جو جو کام حضرت مسیح موعودؑ نے شروع کئے تھے وہ سب صرف بدستور جاری ہیں بلکہ انہیں نمایاں ترقی ہوئی ہے۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ ماریشس نائجیریا اور پھر انگلستان میں بھی حسب پیشگوئی مسیح موعود جا پہنچا ہے اور وہاں آپکے متبعین کا مشن قائم ہے۔ پس یہ لکھنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ ترقی ختم ہو کر تنزل آگیا ہے۔ اگر آپ نے کسی اندرونی اختلاف کی خبر سن لی ہے تو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ اختلاف اتنا بھی نہیں جتنا نبیوں کے سردار حضرت محمد رسول اللہ کی وفات کے بعد معاً نمودار ہوا۔ کہ ارتد العرب بعد وفات رسول اللہ اور پھر جنگ صفین اور جنگ جمل جنکی یادگار ہیں۔ اور معرکہ کربلا کی یاد تو ہر محرم میں تازہ ہوتی ہے۔ کیا اسوقت خدانخواستہ اسلام کو تنزل آگیا تھا۔ فتفکروا یا اولی الالباب +

چند مطالبات غیر مبائعین سے

(۱)

النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۱۵۳ پر لکھا ہے۔

"غرض حدیث نے بتا دیا۔ کہ وہی مرتبہ کمال جس کو قرآن کریم نے صدیق اور شہید کے نام سے موسوم کیا ہے۔ وہی محدث کا مرتبہ ہے۔"

پھر صفحہ ۱۸۹ پر لکھا ہے۔

"قرآن کریم اس امت کے کامل مومنوں کو صدیق اور شہید کا مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ اور حدیث انہی لوگوں کو محدث کے نام سے یاد کرتی ہے۔"

ان دو حوالوں سے صریحاً ظاہر ہے کہ مولف کتاب کے نزدیک قرآن مجید نے جن لوگوں کو صدیق اور شہید فرمایا ہے۔ انہی کو حدیث شریف کی اصطلاح میں محدث کہا گیا ہے۔

ان دو حوالوں کے بعد دو اور حوالے ملاحظہ ہوں صہ ۱۵۱ پر لکھا ہے۔

"سورۂ نساء کی آیت میں انعام کا لفظ رکھا اور یہاں سورۂ حدید کی آیت میں اجر کا لفظ رکھا۔ کیونکہ نبوت موہبت ہے۔ اس لئے انعام کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔ صدیقیت اکتساب ہے۔ اس کے لئے اجر کا لفظ زیادہ موزوں ہے۔"

اسی طرح صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے۔

"لیکن صدیقیت سے آگے کوئی مرتبہ اکتسابی نہیں۔"

ان دو حوالوں کا مطلب صاف ہے۔ کہ صدیقیت موہبت نہیں بلکہ اکتسابی ہے۔ اور چونکہ پہلے دو حوالوں سے ثابت ہے کہ صدیق اور محدث مترادف الفاظ ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ النبوۃ فی الاسلام کے مولف کے نزدیک محدث بننا اکتسابی امر ہے۔ اور یہ کہ تحدیث موہبت نہیں بلکہ اکتساب سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حمامۃ البشریٰ میں صہ ۸۲ پر فرماتے ہیں۔ جسکا وہی ترجمہ کرتا ہوں جو صاحب النبوۃ فی الاسلام نے اسی کتاب کے ضمیمہ صہ ۶۳ پر کیا ہے۔

"اور اس میں کوئی شک نہیں کہ تحدیث محض ایک موہبت ہے جو کسب
سے ہرگز نہیں ملتی جیسا کہ شان نبوت ہے"۔

(۲)

مولوی محمد علی صاحب۔ ہماری نسبت یہ غلط فہمی بڑی شد و مد سے پھیلا رہے
ہیں۔ کہ نعوذ باللہ ہم کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اسلام میں داخل
کرنے کیلئے کافی نہیں سمجھتے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ ہم حضرت نبی کریمؐ کے علاوہ
مسیح موعود پر ایمان لانا بھی جزو اسلام سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس سے مذکورہ بالا نتیجہ کسی
صورت میں نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ جمہور اہل اسلام کا مذہب ہے۔ کہ کوئی شخص مسلم کہلانے کا
مستحق نہیں جب تک وہ خدا کے تمام انبیاء پر ایمان نہ لائے۔ پس جیسا کہ مثلاً یونس نبیؑ
کی نبوت کا منکر ہوتے ہوئے کوئی شخص باوجود کلمہ طیبہ پڑھنے کے مسلمان نہیں کہلا سکتا
اسی طرح مسیح موعود کا انکار کرتے ہوئے باوجود کلمہ طیبہ زبان سے کہنے کے مومن نہیں بن
سکتا۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ کہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ اسلئے آپ کے نام
میں تمام انبیاء ماسبق و مابعد (اگر اس زمانہ میں کوئی ہو) پر ایمان شامل ہے۔ غیر مبائعین کے
امیر قوم بتلائیں کہ ایک شخص غیر مسلم ان کے پاس اسلام لانے کیلئے حاضر ہوتا ہے۔ وہ بیان
کرتا ہے کہ میں تحقیق کر کے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اسلام برحق ہے۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی
مفتری اور کافر ہے۔ آپ مجھے مسلمان کیجئے۔ تو فرمایئے آپ اسے کیونکر مسلمان بنائینگے۔
اور کیا وہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے مذکورہ بالا اعتقاد رکھتے ہوئے آپ کے مسلمات کے مطابق
مسلمان ہو جائیگا۔ اگر نہیں تو کیا اسصورت میں آپ کے نزدیک کلمہ طیبہ ناکافی ہوا یا نہیں
اگر کہو کہ مسلمان تو ہو جاتا ہے۔ مگر ایک وجہ کفر اختیار کرنے سے وہ کافر خارج از دائرہ اسلام
ہے۔ تو یہی ہمارا مذہب ہے۔ کہ کلمہ پڑھنے سے مسلمان تو ہو جاتا۔ مگر مسیح موعود کا انکار
کیا۔ ایک وجہ کفر اپنے اندر پیدا کی کافر ہو گیا۔ اصولاً جو سوال آپ ہم پر کرتے ہیں۔ وہی آپ
پر ہوتا ہے۔ فما هو جوابكم فهو جوابنا ٭

(۱۴)

خواجہ کمال الدین صاحب نے مسیح موعودؑ کے علم کلام سے کام لیکر بعض اہالیان یورپ کو اسلام کیطرف رہنمائی کرنے میں بزمانہ حضرت خلیفہ اوّل مولانا نورالدین کامیاب ہوئے جس پر ہم بھی ان کے معاون تھے۔ لیکن اس کے بعد بعض ذاتی مصلحتوں اور خود غرضیوں کی بناء پر انہوں نے سلسلہ احمدیہ کا ذکر چھوڑ دیا۔ ہم نے اعتراض کیا جس پر وہ ہم سے ناراض ہوئے۔ اور ہمیں اپنا مخالف سمجھنے لگے۔ حالانکہ ہم نے صرف یہ کہا کہ جس دوائی کو آپ روحانی مریضان اورو بامیں تقسیم کر رہے ہیں۔ جب وہ مسیح موعودؑ پیٹنٹ ہے۔ تو اس کا لیبل کیوں بگاڑتے ہیں۔ جواب ملا کہ مصلحت وقت آہستہ آہستہ سب احمدی ہو جائینگے لیکن اس کے بعد سنہری روپہلی اغراض آڑے آئیں اور آپ کھلے کھلے لفظوں میں سلسلہ احمدیہ (کہ حقیقی اسلام یہی ہے) کے ذکر کو فرقہ بندی اور سم قاتل قرار دینے لگے۔ اور ادھر پیغام بلڈنگس سے یہ صدائے بے ہنگام بلند ہوئی کہ مسیح موعودؑ کا ماننا جزو اسلام نہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کو ماننے والے کامل مسلمان ہیں۔ اور نہ ماننے والے ان سے کم۔ یعنی ناقص۔ پوچھا گیا کہ آپ کیوں خواہ مخواہ کامل مسلمانوں کی بجائے ناقص مسلمان بناتے ہیں۔ تو کچھ جواب نہ بن آیا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب کا فتویٰ پیش کر کے سوال کیا گیا۔ کہ مسیح موعود کے منکروں کو آپ فاسق کہتے ہیں پس یہ آپ کا مشن کیسا ہی کہ جو حسب مسلمات اپنے "فاسقوں" کی جماعت بنا رہا ہے۔ اس پر مبہوت رہ گئے۔ بعض بزرگوں نے پھر بھی حسن ظن سے کام لیا۔ لیکن اب اشاعت اسلام اردو ترجمہ مسلم انڈیا مجریہ لنڈن بابت ماہ جون ۱۹۱۶ء کا صفحہ ۲۶۳ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے بنیادی اصولوں کا بھی اب کچھ پاس نہیں رہا۔

"اسلام نے ہر ایک مسلم پر فرض کر دیا۔ کہ وہ جناب مسیحؑ کو خدا کا نبی مانے ان کی کتاب کو الہامی جانے اور اگر وہ اپنی اصلی حالت میں دستیاب ہوں تو ان پر عمل کر کے ان سے فائدہ اٹھائے۔ اور انکو اپنا سمجھے خواہ وہ زندہ آسمان پر رہیں یا زیر زمین دفن ہوں۔ اس سے کسی مسلم کے عقائد یا ایمان

میں کچھ فرق نہیں آتا۔ (اوپر لکھا ہے) اس سے کسی مسلم کے عقائد پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ان دو مختلف راؤں کے رکھنے والے ہر دو پکے اور کامل مسلم ہیں"

مَیں پوچھتا ہوں کہ قائلین حیات مسیح و وفات مسیح اگر ہر دو کامل اور پکے مسلم ہیں تو پھر مسیح موعود نے کیوں اسے اپنے فرض منصبی (کسر صلیب) کا اصل الاصول قرار دیا۔ اور کیوں آپ صبح و شام وفات مسیح ہی کا ذکر فرماتے رہتے۔ کیا نعوذ باللہ یہ ایک لغو کام تھا جس کے کرنے کیلئے خدا نے آپ کو مامور کیا۔ ہمارے لٹریچر کا نصف سے زیادہ حصہ وفات مسیح کے دلائل سے پُر ہے۔ لیکن اب خواجہ صاحب اور ان کے رفقاء کے ذریعہ یہ حقیقت کھلی کہ وفات مسیح کا مسئلہ ایسا فضول ہے۔ کہ اس کے ماننے نہ ماننے کا مسلم کے عقائد پر کچھ اثر ہی نہیں پڑتا۔ اور مسیح کو خواہ کوئی آسمان پر زندہ سمجھے یا زیر زمین مدفون ایک ہی بات ہے۔ حالانکہ ابھی تک وہ لوگ بقید حیات موجود ہیں جن کے کانوں میں خواجہ صاحب اور ہمارے مرشد و ہادی و مطاع مامور من اللہ کی یہ آواز گونج رہی ہے۔ کہ مسیح کی موت میں اسلام کی حیات ہے۔ یہ کیسا ظلم ہے کہ ابھی آپ کا کفن بھی میلا نہیں ہوا۔ اور بعض آپ سے عقیدت کا دعوے کرنیوالے کہتے ہیں کہ مسیح کی موت یا حیات برابر ہے۔ اور اسلام پر اس مسئلہ کا کچھ اثر ہی نہیں پڑتا۔ حالانکہ نجات توحید میں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ مسیح کو زندہ آسمان پر ماننا شرک ہے۔ اور جب تک میں نہ آیا تھا۔ لوگوں کو معاف کیا جا سکتا ہے۔ مگر اب تو سب پر حجت قائم ہو گئی۔ اب وہ خدا کے حضور میں جوابدہ ہیں۔ ادہر خواجہ صاحب ہیں کہ نہ صرف خود ایڑیوں کے بل پھرتے ہیں۔ اور پھر اسی گڑھے میں گرتے ہیں۔ جہاں سے نکالے گئے۔ بلکہ باقی دنیا کو بھی اسی جرم کا مرتکب بنانا چاہتے ہیں جسکی نسبت لا یغفر کا توبیخی فرمان موجود ہے۔

(۴)

سید محمد احسن صاحب امروہی اپنے کئی مضمونوں میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نبی اللہ کہنا حرام ہے۔ آپ اللہ کے نبی اس تشریح کے لحاظ سے بھی نہیں تھے

جو ہم مبائعین کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ میں ابتدائے سے اسی عقیدہ پر قائم ہوں۔ میں ان کے رسالہ التبیان فی استقلال الصبیان کی مفصلہ ذیل عبارت پیش کرتا ہوں جس کی تاریخ اشاعت ۲۰۔ جولائی ۱۹۰۸ء یعنی حضرت مسیح موعود کی وفات کے معاً بعد ہے

"یہ جواب بموجب مسلک مخالفین کے ہے۔ ورنہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو وہ نبوت طفیلی حاصل ہے جسکا وعدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اور رسول کے مطیعوں کے لئے فرمایا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ہو سکتے ہیں۔ تو وہ نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے مسیح موعودؑ کے لئے احادیث صحیحہ میں لفظ نبی اللہ کا متعدد جگہ پر آیا ہے۔ ۱۲ منہ۔"

التبیان فی استقلال الصبیان تاریخ اشاعت ۲۰۔ جولائی ۱۹۰۸ء

اب مولوی صاحب بتلائیں کہ اگر حضرت اقدس کی عبارات میں نبی سے مراد صدیق ہی تھی تو پھر آیۃ من یطع اللہ والرسول الخ سے استدلال کرتے ہوئے یہ کیوں فرمایا جیسا کہ صدیق ہو سکتے ہیں۔ نبی بھی ہو سکتے ہیں۔ نیز جب کسی صحیح حدیث میں آنیوالے مسیح کے لئے نبی اللہ نہیں۔ بلکہ صحیح مسلم میں بھی تو اس بن سمعان کی روایت میں نبی اللہ وضحی طور پر ہے۔ تو آپ کے مندرجہ بالا فقرے کا کیا مطلب ہے۔ کہ مسیح موعود کے لئے احادیث صحیحہ میں لفظ نبی اللہ کا متعدد جگہ پر آیا ہے۔ صاف کہدو

کہ انقلبت علی اعقابی بعد وفات المسیح۔

(۵)

اسی طرح یہ حضرت امروہی جب ہمارے سوالات کا جواب نہیں دے سکتے اور ہمارے مطالبات سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ تو فرضی سوال قائم کرکے ایک جواب دیتے ہیں۔ اور یوں اپنے جی کو خوش کر لیتے ہیں۔ جیسے بعض لوگ حضرت عمرؓ کا مجسمہ بناکر اسمیں گھی اور شہد بھر دیتے ہیں۔ اور پھر اسے بازاروں میں پھراتے ہوئے۔ چھریوں سے کچوکے دیتے ہیں۔ اور اپنی شجاعت اور تہمتنی کی ڈینگیں مارتے

ہیں۔ چنانچہ ۱۶۔ جون کے پیغام میں "یا بنی آدم امّا یاتینکم رسل منکم کا ترجمہ ایک مبالغ کیطرف سے پیش کرتے ہیں "اے اولادِ آدم ضرور بالضرور تمہارے پاس تمہیں سے میرے رسول آتے رہینگے" پھر اس پر معترض ہوتے ہیں۔ کہ "یہ ضرور بالضرور کس کا ترجمہ ہے۔ مبالغیں غالی ہیں۔ جاہل ہیں۔ اجہل ہیں۔ سفیہ ہیں اور کیا کچھ ہیں۔ امّا در اصل اِن ما ہے اور امّا یاتینکم جملہ شرطیہ ہے۔ اور فمن اتقی واصلح شرط اوّل کی جزا ہے" اور یہ قضیہ تو مسلمہ ہی ہے۔ کہ فاذا فات الشرط فات المشروط"۔ واہ مولانا۔ یہ آخری فقرہ تو خوب فرمایا۔ کہ اذا فات الشرط فات المشروط۔ شرط کیا ہے۔ رسولوں کا آنا۔ اور جزاء کیا ہے۔ تقویٰ و صلاح تو آپ کے نزدیک چونکہ شرط (رسولوں کی آمد) پوری نہیں ہوئی اس لئے اب تقویٰ و اصلاح کا حکم بھی موقوف۔ یہ مذہب خوب نکالا ہو اولٰئک ھم الفاسقون کے مشرب کے عین مطابق ہے۔ خدا آپ کے رفقاء اور اولاد کو نصیب کرے۔ اور وہ کبھی اس شرط کے تحقق کے قائل ہو کر غالی اور جاہل و اجہل سفہاء نہ بنیں لیکن امّا کے معنے "ضرور بالضرور" ہمارے ذمے نہ لگائیے۔ یہ آپ کے امیر قوم ہی کا حصہ ہے۔ ملاحظہ ہو النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۳

"فامّا یاتینکم منی ھدًی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

سو ضرور میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئیگی۔ سو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کریگا۔ ان پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ نہ وہ غمگین ہونگے"

دیکھا مولانا۔ اِمّا کے معنے سو ضرور کس نے کئے۔ اب آپ دل کھولکر ایسا ترجمہ کرنے والے کو جاہل اجہل غالی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھکر احمق۔ کندہ ناتراش کہہ لیجئے اور صرف ایک لفظ اور ایک حرف سے تمام شبہات اور وساوس دور کر دیجئے۔ بلکہ مرنے سے پہلے یہ اعلان بھی کر امّا حرف شرط ہی یہ جملہ شرطیہ ہی۔ اور یہ قضیہ تو مسلمہ ہی ہے۔ کہ اذا فات الشرط فات المشروط پس نہ کوئی ہدایت آئی۔ نہ اس کا اتباع فرض ہے۔ اور نہ کچھ خوف و حزن کی ضرورت۔ غیش کرو۔ اور خواجہ صاحب کے حق میں دعا کہ ایک گراں قدر رقم

تقدیر میں الارکی ہو۔ دورین کے تمکارات سے آزاد کر دیں۔

پچاس 50 روپیہ انعام
اور
ایڈیٹر درشنانند

رسالہ تشحیذ الاذہان مجریہ ماہ اپریل ۱۹۱۸ء میں ہم نے پانچ سوال بغرض جواب شائع کرائے تھے۔ اور ساتھ ہی لکھدیا تھا۔ کہ آریہ صاحبان میں سے جو ان سوالات کا مدلل جواب دیگا اس مرد میدان کی خدمت میں مبلغ پچاس روپیہ بطور انعام ہم پیش کرینگے۔ یہ اعلان پڑھکر کئی ایک آریہ مہاشوں نے جواب دینے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ کیونکہ جواب اس قسم کے ہیں۔ جن کی رو سے ویدوں کی ازلیت پر پانی پھر جاتا ہے۔ جب ان کے جوابات کی حقیقت ان سے بیان کیگئی تو کھسیانے ہو کر رہ گئے۔ اب چار ماہ کے بعد ایڈیٹر صاحب اخبار "درشنانند" نے ہمارے سوالات کے جواب کی کوشش کی ہے۔ مگر افسوس ناکامی کا شکار ہوئے ہیں۔ در اصل یہ سوال ہیں ہی اس قسم کے کہ انکا جو جواب بھی ہوگا۔ وہ "قدامت وید" کو باطل کریگا۔ چنانچہ یہی حشر ایڈیٹر صاحب درشنانند کے جوابات کا ہوا۔ جیسا کہ ذیل میں ہم دکھلائینگے۔

ہم نے پہلا سوال یہ پیش کیا تھا۔ کہ دنیا کی ابتدا میں ایک انسان پیدا ہوا یا کئی۔ اگر کہو کہ کئی تو اس کے ثبوت میں وید منتر پیش کریں۔

جواباً ایڈیٹر صاحب نے یجر وید ادھیائے ۳۱ کا نواں ۹ منتر اور وہ بھی (نصف) پیش کیا ہے۔ اور خود ہی ایڈیٹر صاحب نے ایسا ترجمہ کیا ہے۔ کہ جس کے ہوتے ہوئے کوئی تھوڑی سی عقل رکھنے والا انسان بھی ویدوں کو ازلی نہیں کہہ سکتا۔ وہ ادھورا منتر مع ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

तेनदेवा अयजन्त सा ध्या
ऋषयश्चये ॥

ترجمہ:۔ اس سے دیو۔ سادہیہ اور رشی پیدا ہوئے۔

معزز ناظرین آپ خود ہی اس جواب کو ملاحظہ فرمائیں۔ کیا اس کی رو سے "قدامت وید" برقرار رہ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ کسی کتاب میں لکھا ہو کہ زید وغیرہ شروع دنیا میں پیدا ہوئے۔ تو کیا کوئی عقلمند ایسی کتاب کو جسمیں انسانوں کی پیدائش کا تذکرہ موجود ہو ازلی کہہ سکتا ہے۔ جواب نفی میں ہی ملیگا۔ اسی طرح جب ویدوں میں یہ لکھا ہے۔ کہ شروع دنیا میں "اُس سے دیو۔ سادہیہ اور رشی پیدا ہوئے" تو جب رشیوں وغیرہ کی پیدائش ہو گئی ہوگی تب ہی وید تصنیف ہوئے ہونگے۔ نہ کہ ان کی پیدائش سے ہی پہلے۔ لفظ "ہوئے" کے آگے "قدامت وید" کا دعوے ایک سیکنڈ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ آئے دن سماجی ہمارے مُنہ آ آکر دعوے کیا کرتے تھے۔ کہ وید قدیم ہیں۔ آج خود ہی ہماری طرف سے ایڈیٹر صاحب درشنانند نے اُنکو جواب دیدیا۔ امید ہے کہ سماجی مہاشے اب ہمارا مغز نہ چاٹینگے۔ ایڈیٹر صاحب ہوش کی دوا کیجیئے۔ دیکھیئے جواب دیتے دیتے آریہ سماج کے مایہ ناز سدھانت قدامت وید کو ہی باطل قرار دیدیا۔

دوسرا سوال ہمارا ستیارتھ پرکاش کی مندرجہ ذیل عبارت کے متعلق تھا۔

"سوال۔ آغاز دنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کیئے تھے یا کیا

جواب۔ کئی............ یہ یجُروید میں لکھا ہے۔

मनुष्याऋषयश्च ततः

मनुष्या अजायन्त

اس شہادت سے یہی یقین ہوتا ہے کہ ابتدا میں انیک یعنی سینکڑوں ہزاروں انسان پیدا ہوئے" ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۷۔

اس پر ہمارا یہ اعتراض تھا کہ یہ سنسکرت عبارت یجُروید سے دکھلائی جاوے۔ کیونکہ یہ اس میں ہرگز ہرگز نہیں۔ پنڈت دیانندجی نے محض دفع الوقتی کیلئے خواہ مخواہ یجُروید کا نام لکھدیا۔

اس کے جواب میں ہمارے نادیدہ دوست ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ عبارت یجرویدمیں نہیں - خوب گورو کی پول چیلے نے ہی کھولدی - آگے فرماتے ہیں - کہ یہ عبارت شتپتہ برہمنی میں موجود ہے ۔ اور ساتھ ہی اس کے فرماتے ہیں کہ یہ جواب سناتنیوں کو دیا گیا ہے ۔ اور سناتنی شتپتہ کو یجُر وید ہی سمجھتے ہیں - اس لئے وہاں لکھدیا کہ یہ قول یجُر وید کا ہے " ایڈیٹر صاحب ایک شخص گیتا کو وید تسلیم کرتا ہے - آپ اپنے کسی ادعویٰ کی تائید میں اسکو گیتا کا کوئی پرمان سنائیں اور ساتھ ہی یہ کہیں کہ یہ وید کا قول ہے - یہ بات کہانتک صحیح ہو سکتی ہے - ہاں اگر وہاں ایسا لکھا ہوتا - کہ اے سناتنیو تمہارے یجُر وید میں لکھا ہے - تو تب بھی آپ کی بات بنجاتی مگر یہاں تو صرف یہ الفاظ ہے - "یہ یجُر وید میں لکھا ہے" دیکھئے اگر یہ وید منتر فی الحقیقت وید کا ہوتا تو اس سے بھی "قدامت وید" کی ہی تردید ہوتی تھی

ناظرین کو اس بات کا بھی پتہ لگ گیا ہوگا ۔ کہ پنڈت دیانند صاحب اپنے مطلب کو ثابت کرنے کیلئے کہانتک امر واقع کے خلاف کرلیا کرتے تھے حالانکہ ایسا فعل ایک قوم کے رشی کی ذات سے بہت بعید ہے ۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ " تناسخ کا دعوےٰ اور دلیل ہر دو ویدوں سے ہی کھلائیے" - الخ اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب یجُر وید ادھیائے ۴۰ کا تیسرا منتر پیش کرتے ہیں - جس سے نہ تناسخ کا دعویٰ ہی ثابت ہوتا ہے نہ دلیل ہی - وہ منتر نقل کئے دیتے ہیں

अ सर्य्या. नामते लौ का.
अ न्धेन. त म सावृता तास्ते
प्रत्यापिग च्छन्ति
ये के. चात्म हनो. जना.

ترجمہ ایڈیٹر صاحب " دیکھئے اس وید منتر میں صاف بتلایا ہے ۔ کہ وہ انسان جو ضمیر کا خون کرتے ہیں وہ مرکر ان اجسام کو یا لوگوں میں جاتے ہیں - جہاں اندھکار ہی اندھکار یعنی گیان کی طاقت جہاں کم ہے " ترجمہ کے بعد فرماتے ہیں :-

اُس (منتر) میں دعویٰ اور دلیل دونوں موجود ہیں۔ دوسرے جنم کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ دعویٰ ہے۔ کیوں داخل ہوتے ہیں۔ اور کہاں داخل ہوتے ہیں۔ اس کے جواب میں دلیل دی گئی ہے۔ کہ چونکہ اپنے ضمیر کا خون کرتے ہیں۔ اس لئے ایسے اجسام میں مرکر جاتے ہیں۔ جہاں علم کا نام ونشان نہیں۔

"اور زیادہ تشریح دیکھنی ہو تو اس ادہیائے کا ۷ و ۹ منتر دیکھئے۔"

واہ مہاشہ صاحب یہ آپ کا ہی کام تھا۔ ویدوں سے تناسخ کا دعویٰ اور طرّہ یہ کہ دلیل بھی دکھلاتے۔ آجتک تو کوئی سماجی اس زبردست مطالبہ سے عہدہ برآ نہیں ہوسکا تو جناب آپ کی کیا مجال ہے۔ کیا دہوکہ دینے سے بھی کبھی کام چلے ہیں۔ افسوس کہ اخبار کا ایڈیٹر اور اسکی واقفیت اور علمیت کا یہ حشر۔ کہ اپنے قول کو سدھ کرکے دکھلانے کے لئے خواہ مخواہ بیجا کھینچا تانی

اِس وید منتر میں لفظ "लोका" آیا ہے۔ جس کے معنی ایڈیٹر صاحب اجسام کرتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہیں۔ سوامی دیانند اس منتر کے اس لفظ "لوکا" کا ترجمہ "دیکھنے والے لوگ" کرتے ہیں دیکھئے تفسیر یجروید صفحہ ۱۲۰۴ زیر تحت ۴۰/۳ اصل معنی اس لفظ یعنی لوک کے کُرّہ ہیں۔ اجسام وغیرہ نہیں۔ اب ہم ایڈیٹر صاحب کے ترجمہ کو ہی صرف اس تھوڑی سی ترمیم کے بعد مان لیتے ہیں۔

کہ جو انسان اپنی ضمیر کا خون کرتے ہیں وہ مرکر ایسے کرّوں میں جاتے ہیں جہاں اندہیرا ہی اندہیرا ہو۔ (سوامی جی نے تفسیر میں اس منتر کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ جیتے جی بھی جاتے ہیں۔)

بس اس منتر میں کسی طرح بھی تناسخ ثابت نہ ہوا۔ اسلامی عقیدہ بھی یہی ہے کہ ایسے مجرم ایسے ہی اندہیرے مقاموں میں ڈالے جائینگے۔ یہ منتر تو اسلامی اصول کے مطابق ہے نہ کہ تناسخ کی تائید میں۔

چوتھا سوال۔ "سوامی دیانند جی ستیارتھ صفحہ ۲۵۸ پر معترض کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ (انسانوں کی پیدائش) تری وشٹپ میں ہوئی جسکو تبت کہتے ہیں۔"

اسپر ہمارا یہ سوال تھا۔ کہ کوئی وید منتر پیش کیا جائے جس سے اس بیان کی تصدیق ہوسکے کہ واقعی شروع دنیا میں حضرت انسان کی پیدائش گاہ "تبت" ہے۔ اس کے جواب میں ایڈیٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ امر ویدوں میں نہیں ہے اور "اگر وید بعد میں پیدا ہوئے ہوتے۔ تو تو اسمیں (وید) تبت وغیرہ کا ذکر ہوتا" بہت خوب مہاشہ جی اب سمجھئے مہاشہ صاحب اگر آپ کا یہ قول صحیح ہے۔ کہ "اگر وید بعد میں پیدا ہوئے ہوتے تو اسمیں (تبت وغیرہ کا) ذکر ہوتا" چونکہ ویدوں میں تبت کا ذکر نہیں اس لئے وہ ازلی ہے۔ تو حضرت آپ خود ہی پہلے سوال کے جواب میں فرما آئے ہیں۔ کہ ویدوں میں دیوسیادیہ رشی کے پیدا ہونے کا حال مندرج ہے۔ پس آپ کے اس قول کو اور اس منتر کو بالمقابل رکھا جائے تو فوراً معلوم ہو جائیگا۔ کہ وید ازلی نہیں۔

پھر لکھتے ہیں کہ "وید تاریخ کی کتاب نہیں کہ اسمیں تبت وغیرہ کا ذکر ہو" مہاشہ صاحب جب انسانوں کی پیدائش کا ذکر ویدوں میں آپکے قول کی ہی رو سے موجود ہے تو کیا وہ "تاریخ" نہ ہوئے۔ جب تاریخ ہیں تو تبت کا ذکر ویدوں سے دکھلاؤ۔ نہیں تو محققین کا دعویٰ کہ "آریا وسط ایشیا سے ہندوستان میں آئے" قبول کرنا ہوگا۔ جب یہ قبول کرینگے تو ویدونکی ازلیت سے بھی انکار کرنا پڑیگا۔

پانچواں سوال ستیارتھ ص۲۵۸ میں سوامی جی لکھتے ہیں۔

"انسان کی (ابتدا) ایک ذات تھی۔ بعد ازاں

विजानी ह्नार्य्यान्यच द स्यवः

(یہ رگوید کا قول ہے)۔ شریفوں کا نام آریہ عالم اور بدوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانے سے آریہ اور دسیو دو نام ہوگئے

قول اتھروید ۱۹ - ۶۲

उत शूद्रे उतार्ये

اس مرقومہ بالا عبارت پر ہمارا یہ سوال تھا۔ کہ جب ویدوں میں تحریر ہے۔ کہ ابتدا میں ایک ذات انسانی تھی۔ بعد ازاں دو ہوگئیں۔ یعنی عالم اور جاہل تو ان ذاتوں کے ذکر کا ویدوں میں پایا جانا۔ ویدوں کی ازلیت کو باطل کر رہا ہے۔

کیونکہ سوامی جی نے اوپر لفظ "ہو جانے سے" عبارت کا ترجمہ کیا ہے۔ یعنی وید اسوقت کی تصنیف ہیں جبکہ دو ذاتیں ہو چکی تھیں۔ پس جب ویدوں میں اس واقعہ کا وجود ہے تو وید ازلی کیسے رہے۔

اس پر ہمارے نادیدہ دوست دُرافشانی فرماتے ہیں کہ حقیقت میں ویدوں کے اندر عالم اور جاہل وغیرہ صفاتی نام ہیں۔ یعنی یہ مطلب ہے کہ جو نیک ہوگا وہ عالم اور دیو کہلائیگا جو بُرا ہوگا وہ وسیئو یا اناریہ وغیرہ۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بعد میں ذاتیں ہو گئیں ذات وہی انسانی سب کی ایک ہی موجود ہے۔ جسمیں جس قسم کی صفات ملنے لگیں اسی قسم کے نام سے کہلائے جانے لگے" اس جواب کا جواب ہم کچھ نہیں دینا چاہتے۔ ناظرین ہمارا مرقومہ بالا سوال ملاحظہ فرمائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس جواب کو خود بخود ہی اس جواب کی لغویت معلوم ہو جائیگی۔ اصل ستیارتھ کی عبارت میں تو صاف مرقوم ہے کہ پہلے ایک ذات تھی بعد ازاں دو ذاتیں ہو گئیں۔ شریفوں کا نام آریہ عالم دیو اور بدوں کا نام وسیئو یعنی ڈاکو جاہل ہو جانیسے آریہ اور وسیئو دو نام (ذاتیں) ہو گئے۔ بحوالہ رگوید و اتھروید فقرہ "ہو جانیسے" مہاشہ صاحب آپکی یہاں دال نہ گلنے دیگا۔ یہ صاف ظاہر کر رہا ہے۔ ویدوں میں ایسا تحریر ہے کہ پہلے ایک ذات تھی۔ بعد ازاں دو ہو گئیں۔ پس جب "ہو گئیں" اور اس کے بعد ویدوں کی تصنیف کا زمانہ ہے۔ تو وید ازلی نہ رہے۔ آخر میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں "اُمید ہے کہ آپکی اس سے تسلی ہو گئی ہو گی۔ اب جو اور سوال ہوں وہ بھی تحریر فرما دیجئے اور تسلی کر لیجیئے۔"

ہماری ان جوابات سے تو خاک بھی تسلی نہ ہوئی۔ آپ لکھتے ہیں اور جو سوال ہوں پیش کیجیئے۔ ایڈیٹر صاحب پہلے انکو صاف کیجیئے۔ ہاں اگر ایسی ہی خواہش ہے۔ تو ۵۰ سوال ذیل میں تحریر کرتے ہیں۔ اگر ہمت ہو تو جواب دیجیئے۔

آریوں سے پچاس سوالات

ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق

۱- وید تین ہیں - (رگ- یجُر- سام) یا چار (رگ- یجُر- سام- اتھرو) اگر چار ہیں- تو چوتھے اتھرو کا تینوں ویدوں سے نام دکھلائیے +

۲- اگر آپ چوتھے کا نام تینوں ویدوں سے نہ دکھلا سکیں (یقیناً نہ دکھلا سکیں گے) تو کم از کم منوسمرتی سے ہی اسکا یعنی اتھرو کا نام نامی دکھلادیں +

۳- وید برہما پر نازل ہوئے یا اگنی وغیرہ چار مہارشیوں پر ویدوں سے دکھلائیے کہ کس پر نازل ہوئے +

۴- سناتنی منوسمرتی ادہیائے ۱ شلوک ۲۱ سے اپنا دعویٰ ثابت کرتے ہیں کہ "وید برہما پر نازل ہوئے" اور علاوہ منو کے حوالہ کے شوتیا شوتر اُپنشد $\frac{۶}{۱۸}$ کا حوالہ بھی اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کیا کرتے ہیں- مگر آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ وید اگنی وایو وغیرہ پر نازل ہوئے- اب یہ کیونکر صحیح سمجھا جاسکتا ہے- جبتک ویدوں سے نہ دکھلایا جائے +

۵- ویدوں کے ملہم کسی پچھلے اعمال کیوجہ سے اس مرتبہ کو حاصل کرسکے یعنی ویدوں کا ملہم ہونا یا خدا نے اپنی مرضی سے انکو یہ مرتبہ عطا کیا کہ وہ ملہم وید کہلائیں +

(۱) اگر کہو کہ ان کے پچھلے اعمال کیوجہ سے تو بتلائیے کہ وہ کونسے اعمال تھے- جنکی وجہ سے وہ اس بدوی (اعزاز) کو حاصل کرسکے- اگر کہو کہ اعمال وغیرہ کوئی نہیں خدا نے جسے چاہا ملہم بنا دیا- تو اس سے ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی- جو آریہ سماج کے نزدیک صحیح نہیں +

۶- سوامی دیانند جی کہتے ہیں:-

"کہ جو جیسا عمل کرے اسکو ویسا ہی پھل دیا جائے- اس لئے یہ سمجھنا چاہیئے کہ اُن رشیوں کے پہلے پُنّوں (نیک اعمال) کی وجہ سے ویدوں کا الہام یا انکشاف ہوا- بھومکا صفحہ ۱۰"

اس عبارت سے معلوم ہوا- کہ ان رشیوں کے کچھ ایسے اعمال تھے جن کی بدولت وہ شروع سرشٹی میں ملہم وید بنائے گئے- اچھا اب ہمیں بتلانا چاہیئے- کہ وہ کونسی ہدایات

تھیں جن پر چل کر وہ رشی نیک اعمال کر کے ویدوں کے ملہم بنے اگر کوئی سماجی کہے - کہ اس سے پہلی سرشٹی میں بھی یہی وید تھے اور انہی پر عمل پیرا ہو کر یہ رشی اس مرتبہ کے لائق ثابت ہوئے - تو ہم کہینگے اس سرشٹی سے پہلی جو تھی اس سے جو پہلی دنیا تھی اور اسمیں جو ملہم بنائے گئے وہ کن ہدایات پر چل کر ملہم بنائے گئے - آریہ پھر یہی کہینگے کہ اس سے پہلی سرشٹی کے وید پر چل کر ہمارا پھر بھی یہی مطالبہ رہیگا - کہ اس سے پہلے کونسی ہدایات تھیں - آریہ وہی جواب دیتے رہے تو "دور تسلسل" لازم آئیگا - جو سراسر محال ہے - پس کوئی ایسی سرشٹی ماننی پڑیگی جسمیں ویدوں کے ملہم دیگر ہدایات پر چلکر اس کمال کو پہنچے - اور یہ امر ثابت ہونے پر سوامی جی کی محولہ بالا عبارات سراسر غلط ثابت ہو جائیگی *

۷ - دور تسلسل کا محال ہونا خود آریہ سماجی کتب سے عیاں ہے - ملاحظہ ہو ستیارتھ ص ۲۶۵ و ۲۶۶ بھاش بھومکا ص ۲۴ - سانکھہ درشن مترجمہ سوامی درشنانند جی مہاراج ص ۶۷ - بحوالہ سانکھہ ادھیائے ۱ سوتر ۶۷ - سانکھہ درشن ادھیائے ۱ سوتر ۱۲ و سانکھہ ادھیائے ۵ سوتر ۱۵ مترجمہ سوامی درشنانند جی *

۸ - ویشیشک درشن آہنک ادھیائے ۲ سوتر ۵ - مترجمہ سوامی درشنانند جی مہاراج

"بغیر ماں باپ سے پیدا ہونیوالا جسم آغاز دنیا کے رشی لوگوں کا ہوتا ہے - جو مکتی سے واپس آنیکے سبب کسی کرم کا پھل بھوگ نہ ہونیسے صرف نئے کرم کرنیکیواسطے حالت جوانی میں ہوتا ہے"۔

ابتدائے آفرینش میں جو انسان پیدا کیگئے وہ بغیر توسل ماں باپ کے پیدا ہوتے - اور اس سوتر کے رو سے وہ سب مکتی سے واپس آمدہ اشخاص تھے جنکو رشی کہا گیا - بہت خوب ہے -

اب ہم دریافت کرتے ہیں - کہ جب تمام پاک صاف تھے اور سب ایک رنگ میں رنگین - سب بغیر ماں باپ کے پیدا شدہ سب دنیا کی ابتدا میں ایک ہی وقت اتپن (پیدا) کیئے گئے - جب تمام ہر طرح مساوی الاعمال تھے تو انمیں سے چار رشیوں پہ وید کیوں نازل کیئے گئے - انکی دیگر رشیوں سے کیا زیادہ خصوصیت تھی - اگر نہیں تھی تو ترجیح بلا مرجح لازم آگئی - اور سوال نمبر ۶ میں جو ہم نے سوامی جی کی عبارت نقل کی ہے - باطل ٹھہری *

۹ - آریہ سماج کا دعویٰ ہے کہ "وید ازلی ہیں" اگر واقعی صحیح ہے تو اس دعویٰ کا ثبوت از روئے وید مطلوب ہے *

۱۰- ویدوں کی ازلیت تو خود ویدوں سے باطل ہو رہی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ یجر وید ادھیائے ۴۰- منتر ۱۳ تفسیر سوامی دیانند بھاشا ص ۱۲۱۱

"جو علم والے لوگ ہمارے لئے پہلے بیان کرتے تھے۔ وہ علم کا پھل اور ہی کہتے تھے۔ اور جہل کا پھل اور ہی کہتے تھے۔ اسطرح ان فاضلوں سے ہم لوگ سنتے تھے۔ اس بات کو تم لوگ جانو"

اس منتر سے ویدوں کی ازلیت کا ابطال صریحاً ہو رہا ہے۔ فقرہ "پہلے بیان کرتے تھے" بتلا رہا ہے کہ ویدوں کی تصنیف کے زمانہ سے پہلے اور بھی عالم شخص تھے +

۱۱- اس طرح دوسرا منتر بھی ملاحظہ ہو جائے۔ جس سے "ویدوں کی ازلیت" کا پول بڑی وضاحت سے کھل رہا ہے۔ دیکھئے یجر وید ادھیائے ۳۴ منتر ۵ تفسیر سوامی دیانند بھاشا ص ۱۰۶۴-
ترجمہ:- اے علم والے لوگو آگ یا گھوڑوں کو اور پہلے زمانہ کے لوگوں کے علم کو حاصل کرو

"پہلے زمانہ کے لوگ" اور وید ازلی کا دعویٰ بالمقابل رکھکر دیکھئے اور جواب سے سرفراز فرمائیے +

۱۲- آریہ سماج کا دعویٰ کہ "دنیا اور وید ہمعصر ہیں" کیا یہ بات عقل باور کر سکتی ہے کہ دنیا بھی اسوقت بن رہی ہو اور ساتھ ساتھ ہی وید بھی نازل ہو رہے ہوں۔ وید تو اسوقت نازل ہو سکتے ہیں۔ جب دنیا کامل طور پر بن جائے۔ انسانی ضروریات مہیا ہو جائیں بعد میں انسان پیدا ہوں۔ پھر ان کے لئے تعلیم نازل ہو۔ جب عقل اس سماجی دعوے کو قبول نہیں کرتی۔ تو یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اور اگر کہو کہ دنیا میں ضروریات مہیا ہو گئیں۔ بعد میں انسان بھی پیدا ہو گئے۔ تب وید نازل ہوئے۔ تو پھر پہلا دعوے باطل ہو جائیگا۔ اور ساتھ ہی اس کے وید ازلی نہیں کہلا سکتے۔ کیونکہ وہ انسانوں کی پیدائش کے بہت بعد دنیا میں نمودار ہوئے +

۱۳- پھر بانئے آریہ سماج اپنی کتاب اُپدیش منجری ص ۷ پر لکھتے ہیں "آد (شروع) سرشٹی میں سب انسان بچپن کی سی حالت میں تھے۔ اُن کے لئے کوئی امر و نہی نہ تھا۔ نہ ہی ابتک کوئی قانون تھا۔ آنکھوں سے روپ دیکھنا۔ کانوں سے شبد سننا۔

پاؤں سے چلنا وغیرہ بس اس سے زیادہ کام آدی سرشٹی میں نہیں تھا۔ ایسی حالت آدی سرشٹی میں پانچ برس چلی پھر پرمیشور نے منشوں (انسانوں) کو ویدگیان (الہام) دیا۔ اس محولہ بالا عبارت کے سامنے نہ یہ دعویٰ کہ "وید اور دنیا ہمعصر" قائم رہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی "وید ازلی" کا بے بنیاد ادعا

ویدوں کی تعلیم کے متعلق

۱۵۔ سوامی دیانند جی ستیارتھ پرکاش صہ ۲۱۲ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :-

"اس قسم کی پرارتھنا کبھی نہ کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی پرمیشور اسے قبول کرتا ہے۔ جیسے کہ یہ۔ اے پرمیشور آپ میرے دشمنوں کو فنا کرو۔ مجھ کو سب سے بڑا بناؤ۔ میری ہی نیکنامی ہو۔ اور سب میرے ماتحت ہو جائیں وغیرہ"

یہاں تو ایسی دعاؤں کا امتناع سوامی جی کر رہے ہیں۔ مگر ویدوں میں پرمیشور نے خود ایسی ہی دعائیں بلکہ اس سے بھی بہت سخت سکھائی ہیں۔ ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۳ تفسیر بھاشا دیانند جی صہ ۴۴۵

"ہے تیج سون و دوان پرش آپ دہرم کے انوکول ہو کے دشٹ شترؤں (سخت دشمنوں) کو مارو الخ"

اس وید منتر میں خود خدا ہی ایسی دعائیں سکھلا رہا ہے۔ جسکی نسبت سوامی جی لکھ آئے ہیں۔ کہ "ایسی دعائیں پرمیشور نہ قبول کرتا ہے اور نہ ہی کرنی چاہئیں" اب سوامی جی کا قول درست ہے۔ یا ویدوں کے پرمیشور کا۔

۱۶۔ سوامی دیانند ستیارتھ صہ ۶۰۴ پر قرآن شریف کی ایک آیت مبارکہ کا غلط ترجمہ کہیں سے سنکر اس پر اعتراض کرتے ہیں۔

ملاحظہ ہو "قرآنی آیت کا ترجمہ :- شنکھشادی ہم نے اس عورت کو اور محافظت کی اس نے شرمگاہ اپنی کی الخ" اسپر اعتراض جماتے ہیں۔

ایسی نحش باتیں خدا کی کتاب میں تو کیا کسی شائستہ آدمی کی بھی نہیں ہو سکتیں۔ ... ایسی باتوں سے تو قرآن بدنام ہو گیا ہے۔ اگر ایسی اچھی اچھی باتیں ہوتیں۔ تو اسکی بہت تعریف ہوتی۔ جیسی کہ ویدوں کی ہوتی ہے"

اب ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۸ منتر ۱۰ تفسیر دیانندی بھاشا صہ ۲۳۳

"تُھے تعریف کے لائق یک کے متعلق عورت کو قبول کرنے ویریہ ڈالنے منی دھارن کرنے اور اولاد کے پیدا کرنیوالے جو آپ ہیں وہ مجھ میں منی کو دھارن کیجئے"۔

سوامی جی تو لکھ آئے ہیں۔ ایسی باتیں جس کتاب میں ہوں۔ وہ خدا کا کلام چھوڑ انسانوں کا بھی نہیں ہو سکتی۔ امید ہے کہ مہاشہ صاحب اسپر پورا پورا غور فرمائینگے۔ اس سے وید الہامی ہیں کا دعویٰ باطل ہو رہا ہے +

۱۷۔ وید اگر کامل الہامی کتاب ہے جیسا کہ آریہ سماج کا دعویٰ ہے۔ تو ویدوں میں ہمیں تفصیل دکھلائیے کہ جہاں لکھا ہو کہ فلاں عورت سے شادی کرنی چاہیئے فلاں سے نہیں فلاں رشتہ دار عورت سے جائز ہے فلاں سے ناجائز +

۱۸۔ اگر وید الہامی اور کامل کتاب ہے۔ تو ہمیں بھی وراثت کے مسائل دکھلائیے +

۱۹۔ اگر وید ایشوری گیان اور مکمل کتاب ہے۔ تو اسمیں سے ایسے معیار وادلہ دکھلائیے جن کے ذریعہ ہم الہامی اور غیر الہامی کتاب میں تمیز کر سکیں۔ اور یہ معیار عقل کے بھی مطابق ہوں +

۲۰۔ وید ہر سرشٹی میں چار ہی کیوں نازل ہوتے ہیں۔ اور ان کے ملہم بھی چار ہی ہوتے ہیں۔ جب ویدوں کا حاصل ہونا کرموں کا نتیجہ ہے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ کبھی پانچ شخص ایسے نکل آئیں جنکے اعمال ملہم بننے کے مستحق ہوں۔ اسصورت میں کیا خدا پانچواں وید اور تصنیف کرے؟۔ ایسا ہی اگر ایسے اعمال والے تین ہی شخص ہوں۔ تو چوتھا وید کس طرح دنیا میں نازل ہو سکتا ہے؟

۲۱۔ براہ مہربانی اس وید منتر کی جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے تشریح فرماویں:۔

دیکھئے یجروید ادھیائے ۳۳ منتر ۱۵ تفسیر دیانندی بھاشا صہ ۱۰۸۷

"اے مل کر چلنے والے داناؤ۔ تم آج ہمارے سامنے آؤ۔ ہم سے الگ منہ چھپائے مت پھرو۔ میں ڈرتا ہوا تمہارے مافی الضمیر کو اچھی طرح پہنچوں سب مجھے پھاڑ کھانیوالے بھیڑئیے سے بچاؤ۔ اے داناؤں کی تواضع کرنیوالے لوگو جس کنوئیں یا گڑھے میں تم گر پڑتے ہو اس سے مجھے بچاؤ"

یہ کون کہہ رہا ہے کہ مجھے بھیڑیئے سے بچاؤ گڑھے سے نکالو۔ اور میرے ساتھ ملنے آؤ وغیرہ۔ کیا خدا بھی نعوذ باللہ کبھی اس حالت کو پہنچا تھا۔ اگر کہو کہ یہ خدا کی بابت نہیں۔ بلکہ کوئی انسان کہہ رہا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ویدوں میں "واقعات ہیں"۔ تو پھر بقول لیکھرام جس میں "واقعات ہوں"۔ وہ کتاب الہامی نہیں +

۲۲۔ مندرجہ ذیل منتر کی تشریح بھی مقصود ہے (یجروید ادھیائے ۱۳ منتر ۱۶ دیانندی تفسیر بھاشا ۴۲۷)
"اے راجہ کی رانی تجھے جار (یار) لوگوں کا بیوہار (سودا) نہ ستائے اور وحشی الائق خاوند تجھے نہ مارے" الخ۔

ویدوں میں یہ کس رانی کا ذکر ہے۔ کہ جس کو کوئی نصیحت کر رہا ہے۔ تجھکو یار لوگوں کا سودا نہ ستائے وغیرہ +

منوسمرتی سے کچھ

۲۳۔ "گئو موتر یا پانی یا گئو کا دودھ یا گئو کا گھی یا گئو کے گوبر کا رس انیں سے کسی ایک کو اگن برن (آتش رنگ) کر کے پیوے۔ اور اس سے بھر جاوے تو پاک ہو جاتا ہے"۔
منوسمرتی ادھیائے ۱۱ شلوک ۹۱ مترجمہ سوامی درشنانندجی

اس پوتر نسخہ کی فلاسفی بتلایئے۔ اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں +

۲۴۔ وہ برہما (خدا) اپنے دن میں کام کرتے ہیں۔ اور رات میں سوتے ہیں۔ جب جاگتے ہیں تب سنکلپ بکلپ (ارادہ و تامل وغیرہ) سے من کو سرشٹ رچنے کی اگیا دیتے ہیں۔ (یعنی حکم کرتے ہیں) منو $\frac{1}{44}$ مترجمہ درشنانندجی۔

اس سلوک کی تشریح بھی مطلوب ہے۔ کیا خدا بھی سو جایا کرتا ہے +

۲۵۔ "بر (لڑکا) اور کنیا (لڑکی) آپس میں اچھا (خواہش) کر کے جو سنجوگ (ملاپ) کریں۔ وہ گاندھرب وواہ کہلاتا ہے۔ یہ وواہ (بیاہ) یعنی شادی صحبت داری کے واسطے ہے"۔ منو $\frac{3}{32}$ مترجمہ سوامی درشنانندجی۔

کیا اگر عورت مرد کی آپس میں مجامعت کی خواہش ہو۔ تو خود ہی ملاپ کر سکتے ہیں۔ اور کیا یہ سماج کے نزدیک زناکاری تو نہیں +

۲۶- ویدک دہرم پر چل کر انسان مکتی حاصل کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو وہ کونسے ایسے ذرایعہ ویدک دہرم دنیا میں پیش کرتا ہے- اور کیا کوئی دو چار نام ایسے نجات یافتوں کے آپ دے سکتے ہیں؟

۲۷- ویدک دہرم کی رو سے نجات محدود ہے یا غیر محدود اگر کہو کہ غیر محدود تو یہ سماج کے سدہانت کے مخالف ہے- اور اگر کہو کہ محدود تو اس کی دلیل بیان فرمائیے- کہ وہ انسان جو نہایت دشوار گذار راہ طے کر کے واصل ربانی ہوا- کیا وجہ ہے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد اسکو اس نعمت عظمی سے محروم کر دیا جائے- اگر کہو کہ اس کے اعمال محدود تھے- محدود اعمال کی جزا غیر محدود نہیں مل سکتی تو ہم کہتے ہیں کہ پرمیشور نے اسکو پہلے کیوں وفات دیدی- اسے کیوں نہ زندہ رکھکر دنیا میں اور نیک کام کرنے دیئے- یہ پرمیشور کا قصور ہے نہ کہ اس انسان کا- اس کے دلمیں ایسا کوئی خیال نہیں تھا- کہ اب میں نہ مرا تو ضرور گناہ کرونگا- بلکہ برعکس اس کے اسکا یہی ارادہ تھا- کہ تا زندہ ام بندہ ام- نیک کام بجالاؤں- پس اسکا ارادہ غیر محدود تھا- پرمیشور نے خود اسکو وفات دی- یہ قصور نعوذ باللہ پرمیشور کا ہوا نہ کہ اس بیچارے انسان کا- جواب باصواب عنائت ہو۔

۲۸- مکتی میں انسان کتنا عرصہ رہتا ہے- اور کیا کرتا ہے- سویا رہتا ہے یا کوئی کام کرتا ہے کیا وہاں بھی خدا کی عبادت بجالاتا ہے- یا اس سے بے نیازی حاصل ہو جاتی ہے- مکتی سے لوٹنے پر کیا اسباب ہیں- جواب ویدوں سے

۲۹- آجتک ویدک دہرم کے مطابق چل کر اس ناقص مکتی کو بھی کوئی حاصل کر سکا یا نہیں اور خاص کر اس زمانہ کی کوئی نظیر مطلوب ہے- کیا بانی آریہ سماج- لیکھرام- سوامی درشنانند جی- پنڈت گورودت وغیرہ بھی مکتی پا گئے یا نہیں۔

۳۰- ویدک ایشور انسانوں سے جو سہواً قصور ہو جائیں- معاف کر سکتا ہے یا نہیں اگر کہو کہ کر سکتا ہے تو یہ قول سماجی سدہانتوں کے خلاف ہے- اگر کہو نہیں تو اس سے خدا کی کمزوری و لاچاری لازم آئی۔

قدامت مادہ کے متعلق

۳۱- مادہ قدیم ہے یا مخلوق- اگر کہو کہ قدیم تو اس کا دعویٰ اور دلیل ہر دو ویدوں سے مطلوب ہیں- چڑے چڑی کی کہانی سے معاف فرماویں- وید منتر معہ لفظی ترجمہ پورا حوالہ +

۳۲- مادہ خدا نے پیدا کیا ہے یا نہیں اگر کہو کہ نہیں تو مندرجہ ذیل باتوں کا جواب دیجیے
جب خدا نے مادہ بنایا ہی نہیں تو وہ مالک کیسے بنگیا- ملکیت تین طرح سے ہوتی ہے-
جبری قبضہ- یا کسی سے کوئی چیز خریدی جائے- یا ورثتاً ملجائے-
پس خدا ان میں سے کس بات کی رو سے مالک بنا- کیا جبر کیا یا کسی سے خریدا یا ورثتاً مالک بنا

۳۳- سانکھ درشن ص ۲۵و۲۶ ادھیائے ۱ سوتر ۷۶ ترجمہ سوامی درشنا نند جی-

"**سوال**- یہ پرکرتی پرچھن ہے- یعنی محدود ہے یا لا محدود-
جواب- ست جگت کا اُپادان کارن (علت مادی) محدود نہیں ہو سکتا کیونکہ جو چیز محدود ہے وہ یا تو کاریہ (معلول) ہے یا انو ہے- کاریہ سب کا کارن (علت) نہیں کہلا سکتا- اور انو دوسرے انو کے ملے بغیر کوئی چیز نہ تو پیدا کر سکتا ہے- اور نہ ہی وہ بڑھ سکتا ہے"

محولہ بالا عبارت میں کپل رشی اس جہان کی علت مادی کو غیر محدود بتلاتے ہیں- اور فرماتے ہیں- کہ علت مادی محدود نہیں ہو سکتی- محدود کاریہ یعنی معلول ہے اب سوامی دیانند کی تحریر ملاحظہ ہو- وہ کیا لکھتے ہیں- دیکھیے ستیارتھ ص ۲۳۹

"یہ سب عالم ..... غیر محدود پرمیشور کے مقابلہ میں محدود ہے"

سوامی جی علت مادی کو محدود بتلا رہے ہیں- پس جب علت مادی محدود ہے تو یہ ازلی نہیں بلکہ حادث ہے- کیونکہ بروئے سانکھ ازلی علت مادی وہ ہو سکتی ہے جو غیر محدود ہو- پس ثابت ہوا کہ مادہ حادث ہے- کیونکہ محدود ہے +

۳۴- سوامی دیانند ستیارتھ ص ۲۵۳ پر رقمطراز ہیں-

"بغیر آکاش کے پرکرتی اور پرمانو کہاں ٹھہر سکیں"

اس عبارت سے پتہ چلا کہ مادہ بغیر جگہ کے قائم نہیں رہ سکتا- اچھا تو جب مادہ کیلئے جگہ تجویز ہوگئی- تو مادہ ضرور ورنی اور شکل رکھتا ہوگا- کیونکہ جو جگہ کا محتاج ہے وہ ضرور

وزن اور شکل رکھتا ہے۔ اگر وہ بھی کہو کہ مادہ شکل اور جسم رکھتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ مرکب ہے کیونکہ متشکل اور وزنی چیز قابل تقسیم ہوتی ہے۔ اور جو قابل تقسیم ہے وہ ضرور مرکب اور مرکب حادث ازلی نہ رہا۔ پس مادہ بھی ازلی نہ رہا +

۳۵۔ ظرف اور مظروف میں بھی تقدم و تاخر لازمی ہے۔ اور آکاس ظرف ہے۔ تو مادہ مظروف پس یہاں بھی ماننا پڑیگا کہ مادہ آکاش کے ہمعمر نہیں بلکہ بعد میں خلق کیا گیا ہے +

۳۶۔ سوامی دیانند ستیارتھ صـ۲۰۳ پر لکھتے ہیں۔

"اے انسانو! میں ایشور سب سے پہلے موجود اور ساری دنیا کا مالک ہوں"۔ (بحوالہ رگوید) اس عبارت سے بھی مادہ کا مخلوق ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ اگر یہ ازلی ہوتا۔ تو پھر خدا یہاں کیسے کہتا کہ "اے انسانو! میں ایشور سب سے پہلے موجود" پس وید کے اس قول سے بھی مادہ کا مخلوق ہونا ثابت ہوگیا +

روح کی نسبت

۳۷۔ روح ازلی ہے یا مخلوق؟ اگر کہو کہ ازلی۔ تو ویدوں سے دعویٰ اور دلیل دکھلایئے

۳۸۔ روح مرکب ہے یا مفرد؟ اگر کہو کہ مفرد تو سوامی جی کی اس عبارت سے تو روح مرکب ثابت ہو رہی ہے۔ اس کا کیا جواب ہے۔

"برہم (خدا) ہمیشہ ایک ہے۔ جیو اور پرکرتی کے عناصر بہت سے ہیں" ستیارتھ صـ۲۲۹ اس عبارت کی رو سے جب روح کے عناصر ثابت ہوگئے۔ تو وہ خود بخود ہی مرکب ثابت ہوگئی۔ تو مرکب کبھی بھی ازلی نہیں ہو سکتی۔ ضرور مخلوق ہوگی +

۳۹۔ جب روح ازلی ہے تو خدا کسطرح اسپر قابض ہوگیا یہ اسکے تبضہ میں کیسے آگئی۔ خدا کا کیا حق تھا۔ کہ اس پر مالکانہ قبضہ کر لیا۔ اور بیچاری کی آزادی چھین کر نجس جونوں میں ڈال دیا کیا یہ انصاف ہے +

تناسخ کی بابت

۴۰۔ روح طبعاً پاک ہے یا نہیں؟ اگر کہو کہ طبعاً پاک ہے تو وہ گناہوں میں کیسے ملوث ہوگئی۔ اگر کہو کہ نہیں وہ طبعاً پاک نہیں تو سوامی جی کی یہ عبارت کہاں جائیگی۔

"(خدا اور روح) دونوں بالذات چیتن (ذی عقل) ہیں۔ طبیعت دونوں کی پاک

غیر فانی اور دہار مک ہے " ستیارتھ صـ ۲۲۱

پس جب وہ طبعاً پاک تھی۔ تو خدا نے کیوں اس پر ظلم کیا۔ اور جو نمیں دھکیل دیا۔

۱۴۱۔ تناسخ صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے تو دعویٰ اور دلیل ویدوں سے دکھلائیے۔ وید منتر معہ لفظی ترجمہ مطلوب ہے۔ مسافر لیکھرام کلیات صـ ۸۰ پر لکھتا ہے ؎

" مسئلہ اواگون (تناسخ) کی رو سے دو قسم کے جسم مانے گئے ہیں۔ ایک کرم یونی دوسرے بھوگ یونی۔ کرم جونی میں کام کئے جاتے ہیں۔ بھوگ جونی میں کرموں کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔ جس جسم میں سمجھنے کی طاقت اور نیک و بد کرنیکی تمیز دیگئی ہے۔ وہ کرم جونی اور جس جسم میں نہیں دیگئی۔ وہ بھوگ جونی ہے۔ اس لحاظ سے انسان کرم جونی اور باقی (حیوان درخت وغیرہ) بھوگ جونی ہیں "

جب انسان کرم جونی تسلیم کرلیا گیا۔ تو پھر تناسخ کی تائید میں یہ کہنا کہ " لولا لنگڑا اندھا غریب امیر مفلوج مبروص وغیرہ پہلے کرموں کا پھل بھوگ رہے ہیں " اس عبارت کے کہانتک مطابق ہوسکتا ہے۔ یا تو انسان کو صرف کرم جونی مانو۔ جیسا کہ مسافر نے لکھدیا ہے۔ اسصورت میں اسباب کو چھوڑ دینا پڑیگا کہ لولا لنگڑا۔ امیر غریب پہلے اعمال کا پھل بھوگ رہے ہیں۔ اگر ایسا نہ مانو تو مسافر کے کلام کی تکذیب کرو ؎

۱۴۲۔ مسئلہ تناسخ کی تائید میں عموماً یہی دلایل پیش کئے جاتے ہیں۔ کہ کوئی لولا لنگڑا ہے تو کوئی مفلوج کوئی مبروص کوئی اندھا ہے تو کوئی سوانکھا کوئی تندرست اور کوئی مریض یہ تمام تکلیفات یا آرام پہلے جنم کے اعمال کے مطابق ہیں۔ ایسا ہونے کے سوائے تناسخ کے اور کوئی وجہ نہیں ہوسکتی " مگر سوامی دیانند سنسکار ودھی صـ ۲۱۹ میں بطور ہدایت فرماتے ہیں۔

" گربھادہان سے مراد گربھ (حمل) کا دہارن کرنا یعنی ویریہ (نطفہ) کا گربھاشیہ میں قائم کرنا (استقرار حمل) ہے۔ جیسے بیج اور کھیت کے اچھا ہونے سے اناج وغیرہ بھی اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ اسی طرح نیک اور بلوان استری پرشوں کی اولاد بھی بلوان اور دہر ماتما ہوتی ہے۔

..... کیونکہ سولہ سال سے پہلے حمل میں بچہ کو بڑھنے کا پورا موقعہ نہیں ملتا۔ اور نہ ہی اس سے کم عمر کی عورت حمل کو مناسب طور سے قائم رکھ سکتی اور نہ بچے کو پوری طرح نشوونما دے سکتی ہے "

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۳ پر لکھتے ہیں "پرش (آدمی) کا ویریہ (نطفہ) زیادہ ہونے سے پتر (لڑکا) اور استری کے زیادہ منی ہونے سے لڑکی اور برابر ہونے سے مخنث اولاد پیدا ہوتی ہے"

ہمارا ان کے متعلق یہ سوال ہے۔ کہ بتلائیے یہ سنسکار ودھی کی عبارتیں صحیح ہیں یا غلط۔ غلط تو آپ کہہ نہیں سکتے آپ کے گورو کا قول ہے۔ اور صحیح کے کہنے پر تناسخ کی مندرجہ بالا پیش کردہ دلیل باطل ہوگی۔ کیونکہ یہاں مفلوج یا لولے لنگڑے کے پیدا ہونیکی وجہ اور ہی بتلا رہے ہیں۔ اگر یہ وجہ صحیح ہیں تو تناسخ کبھی صحیح نہیں مانا جا سکتا ✦

۴۳۔ اس (کائنات) سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا۔ اور کوئی دوسری چیز نہ تھی ✦ بھومکا صفحہ ۵۳ (بحوالہ ایتریہ آرنیک اپنشد ادھیائے ۱ کھنڈ ۱) اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ ایک وقت ایسا بھی تھا کہ اس وقت صرف خدا تھا۔ دوسری کوئی چیز نہ تھی۔ پس جب اکیلا پرمیشور ہی تھا۔ تو بعد میں اس نے جو انسان اور حیوان بنائے یہ کن اعمال کے نتیجہ میں بنے۔ اعمال تو کوئی پہلے تھے نہیں اور ادھر آپ کے عقیدہ کی رو سے کوئی چیز بغیر اعمال کے وجود پذیر ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ماننا پڑیگا کہ پہلی مخلوقات بغیر کسی پہلے اعمال کے ظہور نما ہوئی۔ اس پر ہم کہینگے کہ جب خدا نے پہلے جانداروں کو بغیر کسی پہلے کرموں کے وجود عطا کیا۔ تو کیا اب نہیں کر سکتا۔ ماننا پڑیگا کہ اب بھی اپنی مرضی اور ارادہ کے ماتحت جو چاہتا ہے کرتا ہے کیونکہ وہ فاعل بالخاصہ نہیں ہے۔ بلکہ فاعل بالارادہ ہے اس بیان کی تصدیق میں دیکھئے ستیارتھ صفحہ ۲۴۵ و صفحہ ۲۲۳ بھومکا صفحہ ۱۶۸ وغیرہ ✦

۴۴۔ سانکھیہ درشن ادھیائے ۱ اشلوک ۱۶ صفحہ ۵ مترجمہ سوامی درشنانند جی "وید کے انکول (مطابق) یا مخالف کرم کرنے سے بھی بندھن یعنی دکھ پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ کرم کرنا بھی شریر اور چت کے ملی ہوئی آتما کا دھرم ہے دوسرے کرم شریر (جسم) سے ہوگا۔ اور شریر کرم کے پھل سے پیدا ہوتا ہے۔ تو انوستھا یعنی دور تسلسل آ جائیگا تیسرے اگر شریر کا کرم آتما کے بندھن کا ہیتو مانا جائے۔ تو پھنسے ہوئے جیو کے کرم سے مکت جیو کو بندھن ہو جانا ممکن ہے اس واسطے کرم سے بندھن نہیں ہوتا"

اس عبارت میں بھی سانکھیہ کے مصنف کو مجبوراً ایک ایسا جسم تجویز کرنا پڑا جو بغیر کسی پچھلے کرم کے ہو۔ پس ہم بڑے زور دار الفاظ سے کہینگے کہ جب خدا تعالےٰ اسوقت بغیر کسی پچھلے انسانی افعال کے مختلف جونیاں بنا دیں تو اب کیوں مانا جائے کہ یہ مختلف جونیاں پچھلے کرموں کا پھل بھوگ رہی ہیں۔ ان میں خدا کی حکمت و مصلحت یا مرضی و ارادہ کا دخل نہیں ✦

سوامی دیانند کے اقوال میں تضاد

۴۵ - سوامی جی ستیارتھ ص ۲۴۵ پر لکھتے ہیں "پرلئے میں جیو اسطرح نکمے پڑے رہتے ہیں جیسے کوئی گہری نیند میں پڑا ہو" مگر اپنی دوسری کتاب اُپدیش منجری ص ۸ پر اسکے عین خلاف تحریر فرما رہے ہیں "(خدا) سب سے افضل اپنا آپ ہی سہارا ہر ایک پرلے میں جیوں کو انکے اعمال کے مطابق سزا جزا دیتا ہے" براہ مہربانی ہر دو عبارتوں میں جو باہمی تناقض ہے تطبیق کر کے دکھلائیں ◆

۴۶ - پنڈت لیکھرام اور سوامی درشنانند جی مہاراج نباتات میں روح کے قائل نہ تھے - اور یہ انکا عقیدہ وید سمرتی اور سوامی جی کی تحریرات کے عین خلاف تھا دیکھئے یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۳۷ تفسیر دیانندی ص ۳۹۴ جہاں صاف لکھا ہے کہ روح پیپل وغیرہ درختوں میں بھی جاتی ہے - منو سمرتی میں مرقوم ہے "گرو پتنی .... سے جماع کرنیوالا (دوسرے جنم میں) گھاس - گچھے اور بیلوں میں جاتے ہیں" منو سمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۵۹ سنسکرت سے بھاشا مترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب -

سوامی دیانند ستیارتھ ص ۲۸۹ پر لکھتے ہیں - "جو شخص بذریعہ جسم کے چوری - دوسرے کی عورت سے صحبت - نیک آدمیوں کی ہلاکت وغیرہ بد کام کرتا ہے - اسکا جنم درخت وغیرہ نہ چلنے والے جسموں میں ہوتا ہے" اب بتلایئے پنڈت لیکھرام کا قول مانیں یا سوامی درشنانند صاحب وغیرہ کا یا ان دونوں کے بالمقابل وید - سمرتی - پنڈت دیانند جی کی اقوال معتبر سمجھے جائیں

۴۷ - منو سمرتی ادھیائے ۱۲ شلوک ۵۵ مترجمہ پنڈت تلسی رام صاحب "کُتا - سؤر - گدھا - اونٹ - بیل - بکرا - بھیڑ - مرگ - پکشی - چنڈال - اور پکس جنم کو برہم ہتیارے (برہم ہتیا کرنے والے) جاتے ہیں"

براہ مہربانی اس شلوک کی تشریح اچھی طرح فرماویں - کیا دنیا میں کُتا بلی - گدھا - اونٹ بیل بکرا وغیرہ سب جانور جو نظر آتے ہیں - یہ سب پہلے جنم میں برہم ہتیارے تھے - کیا انہی برہم ہتیا کا جرم دنیا میں پھیل گیا ہے - کیا اس شلوک کی عبارت کا مفہوم عقل انسانی قبول کر سکتی ہے - ہرگز نہیں - ہم کہتے ہیں کہ دنیا میں جتنے یہ جانور ہیں - اتنے انسان بھی نہیں ہیں - پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب پہلے انسان تھے - جب برہم ہتیا کی تو ان جونوں میں ڈالے گئے ◆

نوٹ - تین سوال کسی مصلحت سے ملتوی کئے گئے -

مکالمہ شیعہ و احمدی

(نمبر ۱۱)

فاروق کس کا نام ہے

اب فاروق کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ کہ آیا واقعی یہ لقب عمر رضی اللہ عنہ کو خدا و رسول سے ملا ہوا ہے یا اہل سنت نے محض خوش اعتقادی سے ان کے لئے تجویز کر لیا ہے۔

سو واضح ہو کہ فاروق کے معنی ہیں حق و باطل میں فرق کر دینے والا۔ اور عمر کو یہ امتیاز بخش لقب اس دن بارگاہ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے ملا جس دن وہ اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے۔ اور رسول صلعم اور اہل اسلام کو جو اس وقت تک قریب چالیس نفر کے ہو گئے تھے، سب سے پہلی دفعہ سینہ سپر اور سر بکف اور بیخوف و خطر ہو کر اپنے ہمراہ خانہ کعبہ میں لے آئے۔ اور علانیہ نماز پڑھی اور طواف کرایا۔ عمرؓ کے اسلام لانے سے پہلے رسول صلعم اور آپ کے اصحاب مشرکین مکہ کے خوف سے مخفی طور پر نمازیں پڑھا کرتے تھے، چنانچہ لکھا ہے۔ فکان اصحابہ اذا ارادالصلوٰۃ ذھبوا الی الشعاب فاستخفوا۔ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷ کہ اصحاب کو جب نماز ادا کرنی ہوتی تھی تو پہاڑوں کی غاروں میں چلے جاتے تھے۔ اور چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ یہ عمرؓ کے اسلام لانے سے کوئی تین سال کا ذکر ہے۔ لیکن ان کے اسلام لانے تک کا یہی حال تھا چنانچہ وہی مورخ لکھتے ہیں

ثم اسلم عمر بعد تسعۃ و ثلاثین رجلاً و ثلاث عشرین امراۃ ××× وکان رجلاً منیعاً و اسلم بعد ھجرت المسلمین الی الحبشۃ وکان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لایقدرون یصلون عند الکعبۃ حتی اسلم عمر فلما اسلم قاتل قریشا حتی صلی عندھا وصلی معہ اصحاب النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۹

یعنی پھر اسلام لائے عمر بعد ۳۹ مردوں اور ۲۳ عورتوں کے اور وہ بارعب انسان تھے اور حبشہ کی ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور اصحاب رسول صلعم کعبہ کے پاس نماز پڑھنے کی قدرت نہ رکھتے تھے، جب تک عمر مسلمان نہ ہوئے۔ پس جب وہ مسلمان ہوئے

تو قریش کے ساتھ مقابلہ کیا - اور کعبہ کے پاس جا کر نماز آپ بھی پڑھی اور ان کے ساتھ اصحاب رسول صلعم نے بھی -

اسی ضعف اور بیکسی کو دیکھ کر آنحضرت صلعم اکثر دعا فرمایا کرتے تھے - کہ یا اللہ اس دین کو تقویت دے - ان دو شخصوں میں سے خواہ ایک کو ہی ہدایت کر یا عمر کو یا ابو جہل کو - لطف یہ ہے کہ اس دعا کو اجل علماء شیعہ نے بھی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے چنانچہ حیدر علی آملی اپنی کشکول میں لکھتے ہیں :-

وکان النبیؐ لما یجد من اذی عمر بن الخطاب وابی جہل بن ہشام یقول اللھم اید ھذا الدین ولو باحد ھذین الرجلین اما عمر و ابی جہل ثم رأی النبیؐ ورأی الجماعۃ ان استدراج عمر اھون من استدراج ابو جہل فتوجہ النبیؐ بکلیتہ وبث الاصحاب من الخواص الیہ وعلیہ ولم یزل النبیؐ والجماعۃ یقول علیہ احوال النبیؐ حتی قبل الاسلام فاسلم بعد اسلام ابی بکر بست سنین وکان ھو خاتم الاربعین رجل - (دیکھو کشکول نسخہ قلمی موجودہ امپیریل لائبریری کلکتہ ورق ۲۸)

یعنی جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عمر اور ابی جہل بن ہشام سے متواتر اذیت پہنچتی تھی تو فرمایا کرتے تھے - کہ اے میرے مولا کریم اس دین کو تقویت بخش خواہ ان دونوں میں سے ایک ہی کو مسلمان کر کے - عمر ہو یا ابی جہل پھر نبی کریمؐ اور آپؐ کی جماعت نے دیکھا کہ ابی جہل کے مائل کرنے سے عمر کا مائل کرنا زیادہ آسان ہے - پس نبی کریم اور صحابہ کے خاص اصحاب ہمہ تن عمر کو رو براہ کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے - اور نبیؐ اور اصحاب نبیؐ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات برابر عمر کے گوش گذار اور ذہن نشین کرتے رہے - یہاں تک کہ اس نے اسلام کو قبول کر لیا - اور وہ ابو بکر کے اسلام لانے کے بعد چھٹے سال میں مسلمان ہوا - اور وہ چالیسواں مسلمان تھا +

وجہ تسمیہ

اب میں تاریخ روضۃ الاحباب سے فاروق کی وجہ تسمیہ کے متعلق عرض کرتا ہوں - پہلے فاضل مورخ نے اسی روایت کو لیا ہے - جس میں حضرت عمر کے اسلام لانے کے دن نبی کریمؐ اور تمام اصحابؓ کو خانہ کعبہ میں لیجا کر نعرے لگانے اور طواف کا ذکر کیا ہے

اور جو تاریخ ابن اثیر سے اوپر مذکور ہوئی اس کے بعد شیخ فرید عطار قدس سرہ کا ایک شعر اسی بارہ میں لکھا ہے ؎

چو حق را بزبان او کلام است
ز فرقان است فاروق این تمام است

اس کے بعد ایک نہایت لطیف روایت اسی بارہ میں خود جناب علی علیہ السلام سے لکھی ہے۔ وہو ہذا۔

ومنقول است از علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سماہ اللہ الفاروق فرق بین الحق والباطل و این سخن از علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بنابر آں واقعہ شدہ کہ تسمیہ کردن رسول صلے اللہ علیہ وسلم حکم تسمیہ کردن حق تعالےٰ دادہ چہ وصف حضرت در قرآن مجید بایں طریق واقعہ شدہ کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی باآنکہ معلوم کردہ باشد کہ وے را خداوند سبحانہ تعالےٰ در کتب سابقہ فاروق خواندہ ××× مصرع

کہ کرد ملت و دیں را بعدل معماری

روضۃ الاحباب۔ اما بیان وجہ تسمیہ او بامیر المومنین فاروق ۔۔ نسخہ قلمی موجود امپیریل لائبریری کلکتہ

حضرت علی کی روایت کہ عمرؓ فاروق ہے

یعنی مروی ہے۔ جناب علی علیہ السلام سے کہ انہوں نے فرمایا۔ عمر کا نام خدا نے فاروق رکھا ہے۔ کیونکہ اس نے حق باطل میں فرق دکھا دیا۔ اور یہ ارشاد مرتضوی اس بنا پر ہے۔ کہ آپ نے رسول صلعم کے نام رکھنے کو خدا کا نام رکھنا قرار دیا ہے کیونکہ رسول صلعم کی تعریف قرآن مجید میں یوں وارد ہے۔ کہ یہ نبی اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتا۔ بلکہ وہی فرماتا ہے۔ جو خدا کی طرف سے اسکو وحی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ویسے بھی آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ عمر کا نام اگلی کتابوں میں بھی فاروق آیا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ عمر نے ملت اور دین کی عدل کیساتھ معماری جو کی ہے۔

روایت ابن مسعود

عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے کہا مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر۔ بخاری مولوی احمد علی والی ص ۵۴۴

باب اسلام عمر بن الخطاب

یعنی جب سے عمرؓ مسلمان ہوئے ہم ہمیشہ غالب ہی رہے +

ابوذرؓ کی روایت

ابی ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ وضع الحق علی لسان عمر یقول بہ - ابن ماجہ مطبوعہ فاروقی دہلی باب فضائل الصحابہؓ

کہ رسول صلعم نے فرمایا خدا نے حق کو عمرؓ کی زبان پر رکھدیا ہے۔ حق کی بات کہتا ہے +

ابن عباسؓ کی روایت

ابن عباسؓ سے مروی ہے۔

قال لما اسلم عمر نزل جبرئیل فقال یا محمدؐ لقد استبشر اھل السماء باسلام عمر - (ابن ماجہ

کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا کہ اے محمد صلعم عمر کے اسلام لانے سے آسمان والوں کو بھی خوشی ہوئی +

صہیبؓ کی روایت

صہیبؓ فرماتے ہیں :-

لما اسلم عمر جلسنا حول البیت حلقا وطفنا و انتصفنا ممن غلظ علینا - تاریخ خمیس دیار بکری مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۰۲ء صت ۳۳۵

کہ جب عمر اسلام لائے تو ہم کو خانہ کعبہ کے گرد حلقے باندھ کر بیٹھنا اور طواف کرنا اور موذیوں سے انتقام لینا نصیب ہوا +

احمدیت کے دو اصولوں کا اقرار

مولوی عبداللہ العمادی کی زبان سے

حق برزباں جاری - یہ بڑے بڑے علماء غیر احمدیوں کے زبان سے تو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے مُقر نہیں ہوتے ۔ مگر بعض اوقات اُن کے مُنہ سے بے اختیار حق بات نکل جاتی ہے - آفتاب مورخہ ۱۰ جولائی میں مولوی عبد اللہ العمادی کی ایک نظم چھپی ہے جس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عاجزانہ خطاب ہے۔ اور اس کے دو شعر یہ ہیں :-

باہر مزار پاک سے تشریف لایئے
نور سیغلبون سے جلوہ دکھایئے

تیرہ صدی سے وحی الٰہی نہیں سنی
افلاک کی زمین نے صدا ہی نہیں سنی

اخیر میں آپ عرض کرتے ہیں کہ

امت کا اپنی آج تو سامان کیجئے
یہ اڑتی ریگ ہے اسے فاران کیجئے

اس قطرۂ خسلیس کو عمان کیجئے
ان کافروں کو آج مسلمان کیجئے

دیکھیئے یوں تو مولوی عبد اللہ صاحب العمادی سلسلہ احمدیہ کے مخالف ہیں۔ مگر احمدیت کے دو اصولوں کا اقرار کر لیا ہے۔ اول یہ کہ اب ہم میں اسلام نہیں رہا۔ بلکہ بعض عقاید و اعمال کے لحاظ سے کافرانہ قدم ہے۔ بلکہ کافر ہی کہنا چاہیئے۔ دوم یہ کہ ہماری اصلاح کیلئے حضرت محمد رسول اللہ کی بعثت کی ضرورت ہے۔ اور سوائے اس کے ہمارے دکھوں کا کچھ درماں نہیں کہ پھر سے وحی الٰہی کا سلسلہ جاری ہو۔ وہ وحی الٰہی جو نبوت سے مختص ہے۔

پس کیا یہ اقرار اسبات کا ثبوت نہیں کہ طبائع اس بات کیلئے تیار ہو رہی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے قدموں میں اپنی نجات سمجھیں ؛

انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ

(بحکم حضرت خلیفۃ المسیح)

برادران - السلام علیکم - دل میں تو بہت کچھ ہے - جو آپ لوگوں کو سنانا چاہتا ہوں - مگر ابھی وقت نہیں آیا - اور ابھی میری صحت جو الحمد للہ کہ روزانہ ترقی کر رہی ہے - اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی - مگر ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے - اس وقت کہنی چاہتا ہوں - اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے - ہمارے حالات بھی اس قسم کے ہیں - کہ گورنمنٹ اور ہمارے فوائد ایک ہو گئے ہیں - گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقعہ ہے - اور اسکو خدا نخواستہ اگر کوئی

نقصان پہنچے۔ تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اس لئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فوائد کی حفاظت کے لئے اسوقت جبکہ جنگ جدال کی گرم بازاری ہے۔ ہماری جماعت کا فرض ہے۔ کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔ اور چونکہ ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا۔ کہ وہ کس کس طریق سے گورنمنٹ کی مدد کر سکتا ہے۔ اور فطرت انسانی کے مطابق انسان کو بار بار یاد دلانے کی بھی ضرورت ہے۔ اس لئے اس کام کو بہ احسن انجام تک پہنچانے کے لئے میں نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ جس کے گیارہ ممبر قادیان میں ہونگے۔ اور ان کے مددگار کے طور پر ہر ضلع اور ہر صوبہ میں ایک ایک ممبر مقرر کیا جاویگا۔ جو اپنے مددگار اپنے علاقہ میں ہر ایک جگہ پر جہاں احمدیہ جماعت ہو مقرر کریگا۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہوگا۔

۱۔ احمدی جماعت میں خصوصاً اور دوسرے لوگوں میں عموماً بھرتی کی تحریک کرنا +

۲۔ مالی طور پر گورنمنٹ کی مدد کرنیکی تحریک احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کرنا +

۳۔ احمدیوں کو جو تکالیف فوج میں ہوں۔ ان کے دور کرنے کی کوشش کرنا +

۴۔ پچھلی خدمات جو احمدیوں نے کی ہیں۔ ان کی فہرست تیار کرنا اور آئندہ ساتھ ساتھ تیار کرتے رہنا یہ بھی انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ہر ایک خدمت جو کوئی شخص کرے۔ اس ضلع کے حکام اور پنجاب گورنمنٹ کو باقاعدہ ماہواری طور پر مطلع کیا جاتا رہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری تمام جماعت اس کام میں اس کمیٹی کی مدد کریگی +

اس کمیٹی کا نام "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" ہوگا +

خاکسار مرزا محمود احمد۔ ڈلہوزی۔ 23 7/18

نماز مترجم

برادر محمد یمین صاحب تاجر کتب کی ہمت پر صد آفرین دو تین کتابیں تو بہت ہی مفید عین ضرورت کے وقت چھپوائی ہیں۔ پہلے درثمین چھاپی جو تمام پہلے ایڈیشنوں سے مکمل اور عمدہ ہے، پھر احمدی جنتری جو معلومات کا ایک خزینہ ہے۔ اب نماز مترجم جسمیں نماز کے متعلق تمام مسائل اعداد کہ ہیں۔ علماء قادیان نے بڑی غور سے اسپر نظر ثانی کی اور مناسب اصلاح کے بعد شائع ہونے دیا۔ اور برادر محمد یمین نے جیسا کہ مجھے توقع تھی۔ نہایت اچھے کاغذ پر خوشخط عمدگی کیساتھ چھپوایا ہے۔ کوئی احمدی گھر خالی نہیں ہونا چاہئے۔ جس میں اس رسالہ کے دو چار نسخے نہ ہوں۔ یہ بچوں کیلئے نہیں بلکہ نوجوانوں اور بڑے [illegible] قیمت صرف ۱/۔ +

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور تلی کے لئے یہ ایک ہی دوا ہے

آجکل سینکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کے دوا کا آپ دیکھتے ہونگے۔ ان میں عموماً کونین رہتی ہے۔ اسلئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک روک تو دیتی ہیں لیکن آرام نہیں کر سکتی ہیں۔ ایسے بخار کیلئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار کی دوا چند روز میں ایکدم آرام کرنیکا دعویٰ خاص رکھتی اور عوام کا فائدہ مد نظر رکھکر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے اسمیں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے چار پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور ہڈیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں ۱۴ار شیشی خورد ۸ر محصولڈاک ۵ر دو شیشی ۸ر

قوت کی گولیاں

۴۰ سال سے تمام ہندوستان میں مشہور ہیں۔ طاقت دینوالی مشہور دوائیں فاسفورس اسکینا ڈاینا ملا کر یہ گولیاں بنی ہیں اسلئے مغز، ریڑھ، رگ اور خون کو طاقت دینے کا خاص دعویٰ رکھتی ہیں زیادہ محنت جوانی کی خرابی بے اعتدالی خواہ کسی وجہ سے ہو ان گولیوں کے استعمال سے اول ہی روز سے فائدہ ظہور میں آتا ہے۔ بدن میں قوت اور مزاج میں گرمی معلوم ہونے لگتی ہے چہرہ پُر رونق اور جوانی میں ضعیفی کی سی حالت ٹوٹتے ہوئے جسم میں دوبارہ جوش لاتی ہے قیمت ۴۰ گولیونکی شیشی دو ہفتہ کی خوراک کا ۱؎ محصولڈاک ایک سے چار شیشی تک ۵ر

داد کا مرہم

ہر وقت کھجلانے سے آرام کرنا بہتر ہے۔ دیکھئے جناب مہاراجہ صاحب نرکرپور ضلع بھاگلپور سے کیا لکھتے ہیں یہ دوسرا موقعہ ہے کہ آپکے داد کے مرہم نے جادو کا اثر دکھلایا۔ جس سے میں نے ہر وقت کی پریشانی سے نجات پائی میں آپکا نہایت درجہ ممنون اور مشکور ہوں۔ اس کے استعمال کرنیوالے سب ہی جناب مہاراجہ صاحب کیطرح مداح ہیں کیونکہ دو ہی تین مرتبہ کے استعمال سے بغیر کسی تکلیف کے ایکدم اچھا کر دیتا ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ۱۴ر محصول ۵ر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ